27
―
12

فہرست مضامین

ماہنامہ الحق اکوڑہ خٹک

محرم الحرام ١٤١٢ھ تا صفر المظفر ١٤١٣ھ | جلد ٢٧ | اکتوبر ١٩٩١ء تا ستمبر ١٩٩٢ء

مضامین کی فہرست موضوعات کے لحاظ سے سلسلہ واران صفحات سے دی گئی ہے جو ہر صفحے کے نیچے لکھے ہوتے ہیں، یہ فہرست جلد کے آغاز میں لگوالی جائے۔ (مدیر)

نقش آغاز (اداریہ) مدیر

وفیات

قرآنیات

احادیث نبوی، سنت رسولؐ اور سیرت مطہرہ

اسلامی قوانین، فقہ اور اسلامی نظام حکومت و آئین

اصلاح وارشاد و دعوت و تبلیغ اور تصوف و سلوک

فرق باطلہ کا تعاقب اور تہذیب مغرب

بحث و تحقیق، سائنس اور معاشیات

عالم اسلام وسطی ایشیاء کی نو آزاد مسلم ریاستیں، جہاد افغانستان

اسلامی تحریکات اور تاریخ سوانح

ادبیات

افکار و تاثرات

دارالعلوم کے شب و روز

تعارف و تبصرہ کتب

اے بی سی آڈٹ بیورو آف سرکولیشن کی مصدقہ اشاعت

ماہنامہ

الحق

اکوڑہ خٹک

جلد ۲۷
شمارہ ۱۲

ربیع الاول ۱۴۱۳ھ
ستمبر ۱۹۹۲ء

بیاد
حضرت مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ
مدیر معاون : عبدالقیوم حقانی

مدیر
حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی
ناظم : شفیق فاروقی

فون نمبر ڈائریکٹ ڈائلنگ سسٹم ۳۴۰ / ۳۴۱ / ۴۳۵ کوڈ نمبر ۰۵۲۴۹

اس شمارے کے مضامین

پاکستان میں سالانہ ۶۰/- روپے فی پرچہ ۶/- روپے بیرون ملک بحری ڈاک ۸/- پونڈ بیرون ملک ہوائی ڈاک ۱۲/- پونڈ
سمیع الحق استاذ دار العلوم حقانیہ نے منظور عام پریس پشاور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ "الحق" دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے شائع کیا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نقشِ آغاز

سیلاب کا عذاب، قدرت کی تنبیہات

مملکتِ عزیز پاکستان عذابِ الٰہی کی متعدد انواع واقسام سے دوچار ہے۔ تازہ ترین عذاب' ناگہانی سیلاب' ہے۔ پہاڑی علاقوں اور وادیوں میں، بستیوں اور کھیت کھلیانوں میں سیلاب ہی سیلاب ہے' پانی ہی پانی ہے' زمین پر بھی پانی ہے اور آسمان کی طرف نگاہ اٹھائیں تو اُدھر بھی پانی ہی پانی ہے۔ آبادیاں تباہ ہو گئیں، شہروں کے شہر مٹ گئے، کروڑوں روپے کی مالیت کا سامان بہہ گیا، انسانی جانیں ضائع ہوئیں، کشمیر کی بلندیوں سے لیکر کراچی کے ساحل تک شاید ہی کوئی خطہ اور کوئی علاقہ ایسا ہو جو سیلاب کے اثرات سے محفوظ رہا ہو۔

حضرت نوح علیہ السلام نے نو صدیاں اور پچاس سال اپنی قوم کو توحید اور اطاعتِ رسول کا درس دیا مگر قوم نے کہا کہ ہم اپنے معبودوں وَدّ، سوَاع، یَغوث، یَعوق اور نَسر کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔ خدا کے قانون سے بغاوت، رسول کی نافرمانی، گناہ و معصیت کے اپنے انداز اور اپنے اطوار ترک نہیں کریں گے۔ اللہ پاک نے پانی کا طوفان بھیج کر اس ساری مشرک اور باغی قوم کو برباد کر دیا، حضرت نوح علیہ السلام کے بیٹے کو بھی جو اُن کا ساتھی تھا اُسے بھی ربِّ قدیر کے آبی عذاب نے پہاڑ کی چوٹی پر سے جا لیا اور اپنے ساتھ بہا کر لے گیا۔

حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی اس آخری اُمت کے ایسے ممکنہ اطوار کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ نے پیشگی باخبر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔

وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝ (السجدہ ۲۱)	ہم انہیں اس بڑے عذاب سے پہلے اسی دنیا میں (کسی نہ کسی چھوٹے) عذاب کا مزا چکھاتے رہیں گے شاید کہ یہ (اپنی باغیانہ روش سے) باز آ جائیں۔

اگر اربابِ حکومت وسیاست اور قومی قائدین کو قرآنی حقائق کو سامنے رکھ کر ملّی اور قومی سطح پر سوچنے کی فرصت میسّر ہو تو چھوٹے عذاب کی شکل جس سے آجکل مملکتِ عزیز دوچار ہے' میں ہمارے لیے

فکر کا وافر سامان موجود ہے ۔ سوچنا یہ چاہیئے کہ کہیں ہم بیں منُ حیث القوم انفرادی اور اجتماعی بالخصوص حکومتی اور سیاسی سطح پر قوم نوح کے اطوار تو نہیں در آئے ۔

لاریب اقرآنی آیت میں "عذابِ اکبر" سے مراد آخرت کا عذاب ہے جو فسق و فجور اور کفر و شرک کی پاداش میں دیا جائے گا مگر اس کے مقابلے میں جو "عذابِ ادنیٰ" کی وعید سنائی گئی ہے اس سے مراد وہی تکلیفیں ہیں جو اسی دنیا میں انسان کو پہنچتی ہیں ۔ مثلاً افراد کی زندگی میں سخت بیماریاں ، عزیز ترین لوگوں کی اموات ، المناک حادثے ، نقصانات خسارے اور ناکامیاں وغیرہ اور اجتماعی زندگی میں طوفان ، زلزلے ، سیلاب ، وبائیں ، قحط ، فسادات ، لڑائیاں ، علاقائی عصبیت ، لسانی جھگڑے اور دوسرے مختلف انواع کے ہزاروں ابتلاء اور آزمائشیں جو ہزاروں ، لاکھوں بلکہ بعض اوقات کروڑوں انسانوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں ۔

ان آفات و ابتلاءات کے نزول کی مصلحت یہ ہوتی ہے کہ آخرت کے "عذابِ اکبر" میں مبتلاء ہونے سے پہلے ہی لوگ ہوش میں آجائیں ، فکری بیداری پیدا ہو شعور کی پختگی سے کام لیں اور اس طرزِ فکر و عمل کو چھوڑ دیں جس کے اختیار کرنے اور عملی پاداش میں آخرکار انہیں وہ بڑا عذاب بھگتنا پڑے گا ۔

وقتاً فوقتاً افراد پر بھی اور قوموں اور ملکوں پر بھی ایسی آفات اور مختلف قسم کے دنیوی عذاب بھیجنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کو اپنی بے چارگی ، بے بسی ، ضعف اور کمزوری کا اور اپنے سے بالاتر ایک سپر طاقت اور ہمہ گیر سلطنت کی فرمانروائی کا احساس ہو جائے ۔

ایسے حالات میں ہماری ملکی اور قومی و ملی قیادت اور اربابِ حکومت کا فرض بنتا ہے ، بلکہ یہ سیلاب اور ناگہانی آفات ایک ایک شخص کو ، ایک ایک گروہ کو اور ایک قوم اور ملک کو اور فرش پر رہنے والی تمام مخلوقات کو یہ احساس یاد دلاتے ہیں کہ اوپر عرش پر تمہاری قسمتوں کو کوئی اور کنٹرول کر رہا ہے ۔ آج تم حکمران دعوے کر رہے ہو کہ ہم نے یہ کیا ہے ' ہم یہ کر رہے ہیں ' ہماری اس طرح کی منصوبہ بندی ہے ' ہم یہ کر دکھائیں گے ، تمہاری یہ ساری منصوبہ بندیاں تارِ عنکبوت سے بھی کمزور اور بے حقیقت ہیں ۔ تم زعم باطل میں مبتلا ہوا چند روزہ اقتدار پر نہ اتراؤ ! سب کچھ تمہارے ہاتھ میں نہیں دے دیا گیا ہے ، اصل طاقت اسی کارفرما اقتدار کے ہاتھ میں ہے ۔ اسی کی طرف سے جب کوئی آفت تمہارے اوپر آئے تو نہ کوئی دعویٰ اسے رفع کر سکتا ہے اور نہ کوئی تدبیر کارگر ثابت ہو سکتی ہے اور نہ کسی مادی یا روحانی طاقت یا کسی حکومت سے مدد مانگ کر تم اس کو روک سکتے ہو ۔

اس نقطۂ نظر سے ہم سمجھتے ہیں کہ حالیہ سیلاب یہ محض ایک ناگہانی آفت اور ابتلاء نہیں بلکہ ربِّ قدیر کی تنبیہات ہیں کہ شاید یہ لوگ اپنی روش سے پلٹ آئیں، عقیدۂ توحید سے وابستہ ہو جائیں، کتاب و سنت کا دامن تھام لیں ——— ربِّ قہار کی طرف سے زجر و توبیخ ہے کہ لوگوں کو بتادے کہ یہ سیلاب اسلام کا مذاق اڑانے والے، علماء و طلبہ اور قرآن و سنت کے علمبرداروں کے ساتھ استہزاء کرنے والے، شرک اور مشرکانہ رسم و رواج کی حمایت کرنے والے، سود کی طرفداری کرنے والے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے خلاف اعلانِ جنگ کرنے والے حکام کی خوب خبر لے گا۔ اور اگر یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیں، قرآن و سنت اور نبی رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے عملی نفاذ کا اعلان کردیں، خدا و رسول اور عوام کے ساتھ کیے گئے وعدوں کو پورا کریں اور سب سے بڑا گناہ جو نوح علیہ السلام کی قوم کا امتیاز تھا اس سے توبہ کریں تو حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کی طرح (سیلاب کا) یہ عذاب بھی ملتِ اسلامیہ پاکستان کے سر سے مستقل طور پر ٹل سکتا ہے۔

(عبدالقیوم حقانی)

حسان و جمیل
نعت نمبر
۱۲۰۰ صفحات
آرٹ پیپر پر چار رنگی طباعت
محبوبِ کبریا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حسن کی کوئی غایت نہیں تاہم انسانی سعی کی امکانی حد تک ساڑھے چودہ سو سالہ عربی فارسی اردو اور برصغیر کی علاقائی زبانوں کا مستند معیاری نعتیہ انتخاب ——— صحابہ رضی اللہ عنہم کا نعتیہ کلام مع ترجمہ ——— ہر صفحہ کی پیشانی پر آیۃ رحمۃ للعالمین ——— ہر صفحہ پر بارہ دفعہ اسم مبارک ——— سو دفعہ صلوٰۃ و سلام کا دلکش حاشیہ ——— ہر صفحہ کے نیچے صلوٰۃ و سلام کی حسین درخواست: "یَارَبِّ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا" یہاں پر خریدار، فرم ادارہ انجمن مطب مسجد کلینک کا نام۔ آج تک کسی کتاب میں اتنا درود و سلام، اور کوئی کتاب نعت میں اتنی خوبصورت شائع نہیں ہوئی۔ بقول حضرت خواجہ خان محمد مدظلہ: "ترتیب و طباعت اور عنوان و مضمون کے لحاظ سے بے مثل منفرد اور عظیم القدر احترام و عقیدت کا گلدستہ، اس کے برکات محاسن فضائل کا کیا اندازہ ہو" سالانہ چندہ ۲۰۰ روپے
ہدیہ قسم اول ۱۵۰۰ روپے مع سالانہ چندہ ۱۷۰۰۔ رعایتی ہدیہ تا یکم ستمبر ۱۹۹۲ء ایک ہزار۔ مع چندہ ۱۲۰۰ روپے
ہدیہ قسم دوم ۸۰۰۔ رعایتی ۶۰۰ سالانہ خریداروں کو مظاہر العلوم سہارنپور کے علماء کی تاریخی خدمات، اور برطانیہ میں اہل حق کی دینی خدمات دو نمبر مفت، عرب ممالک ۱۰۰ ڈالر، برطانیہ سے ۱۱۵ ڈالر یا ۷۰ پونڈ، امریکہ کینیڈا سے ۱۲۵ ڈالر۔ برطانیہ سے انگلش چیک بنام عبدالرشید ارشد۔ غیر ممالک سے حضرات ڈرافٹ / چیک مع پتہ جو نمبر میں شائع کرنا
نصف رقم بھیجنے والے کو بھی رعایت ہوگی
الرشید
ان شاء اللہ ستمبر ۱۹۹۲ء میں آرہا ہے
مطلوبہ کاوش بذریعہ عام ڈاک اور اصل رجسٹری کریں۔
دفتر ماہنامہ "الرشید" ۲۵۔ لوئر مال، لاہور
پاکستانی چیک یا ڈرافٹ بنام ماہنامہ الرشید یا اکاؤنٹ نمبر 22 1565.0 نیشنل بینک جنرل مال برانچ لاہور
انگلش چیک بھیجنے کا پتہ: A. I. CH.99 YORK RD ELFURD - ESSEX I. G. I. 3 AQ. UK
برطانیہ کے خطباء، آئمہ مساجد کے صدور اور ناظمین حضرات خصوصی توجہ فرمائیں

مولانا محمد طاسین مدظلہ
صدر مجلس علمی، کراچی

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی

(۲)

مطلب یہ کہ چونکہ شروع میں اس کے لئے سازگار ذھنی ماحول موجود نہ تھا اور مخالف ردعمل کا اندیشہ تھا یعنی یہ کہ عام لوگ خوشی کے ساتھ اس کو قبول کر کے اس پر عمل نہیں کر پائیں گے لہٰذا مذکورہ حکمت عملی کے تحت اس وقت اس کا نفاذ نہ ہوا لیکن جب اس کے لئے سازگار فضا بھی تیار ہوگئی اور مخالف ردعمل کا خطرہ نہ رہا تو اس کا نفاذ عمل میں آیا۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے ایک قول کتب حدیث میں ملتا ہے۔ جس کا مضمون کچھ اس طرح ہے کہ اگر شروع میں ہی شراب نوشی کی ممانعت کردی جاتی تو لوگ اس پر عمل نہ کرپاتے اور مقصد میں کامیابی نہ ہوتی جو بعد میں اس وقت ہوئی جب ذھن اس کے لئے تیار اور ہموار ہوگئے۔

یہی حکمت عملی اور یہی حکیمانہ طرز عمل معاشی اصلاح کے لئے معاشی قوانین کے نفاذ میں اختیار کیا گیا۔ پہلے مزارعت کی ایسی شکلوں کو ممنوع ٹھہرایا گیا جو عموماً نزاع وجھگڑے کا باعث بنتی تھیں اور بعد میں اس کی ہر شکل کی کلی طور پر ممانعت کردی گئی۔ معاملہ ربوٰ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا پہلے اس کی اَضْعَافًا مُّضٰعَفَۃً والی شکل سے روکا گیا اور آخر میں سنہ نو ھجری میں اس کی ہر شکل کو ممنوع قرار دیا گیا جب سورۃ بقرہ کی دس آیات نازل ہوئیں جن میں تحریم اور ممانعت ربوٰ کا واضح اور قطعی حکم تھا۔ بعض روایات کے مطابق یہ آیات نزول کے لحاظ سے قرآن مجید کی تقریباً آخری آیات ہیں۔ خطبہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اعلانات فرمائے ان میں ایک اعلان ربوٰ کی ممانعت کا بھی تھا۔ حجۃ الوداع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے اسی دن پہلے ہوا یعنی اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم تقریباً اسی دن اس دنیا میں بقید حیات رہے ربوٰ کی تحریم اور ممانعت کا اعلان اگر مدنی دور کے شروع یا وسط میں کردیا جاتا تو اس کے ردعمل سے مسلمان جماعت اور اس کے نصب العین کو نقصان پہنچتا کیونکہ اس وقت مسلمان معاشی ضروریات کے لحاظ سے خود کفیل نہ تھے بلکہ مجبور تھے کہ غیر مسلم یہودیوں کے ساتھ ان کی مرضی کے مطابق معاشی تعلقات استوار رکھیں۔ نیز اس وقت عام طور پر مسلمانوں کے اندر انفاق فی سبیل اللہ اور قرض حسنہ کا جذبہ بھی پوری طرح نہیں ابھرا تھا۔ اور بیت المال کا ایسا نظام بھی قائم نہ ہوا تھا جس سے ضرورتمندوں کی ضرورتیں پوری ہوجایا کرتی اور ان کو سود پر قرض لینے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ لیکن آخر میں جب مسلمان

معاشی لحاظ سے خود کفیل ہوگئے اور ان کے دلوں میں عام طور پر فی سبیل اللہ اور قرض حسنہ کا جذبہ موجزن ہو گیا اور بیت المال کا ادارہ بھی قائم ہوگیا تو ربٰو اور ربٰو کی طرح کے دوسرے معاملات کو قانونا ممنوع قرار دیا گیا۔

چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے روز اول سے مقصد یہ تھا کہ اسلامی ہدایات کے ذریعے اصلاح معاشرہ کا جو عظیم کام شروع ہوا ہے پائداری کے ساتھ مسلسل جاری رہے اور بالا آخر پایہ تکمیل تک پہنچے اور کامیابی سے ہمکنار ہوا لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مخالفین ومعاندین کفار ومشرکین کے مقابلے میں مختلف حالات وظروف کے اندر مختلف رویے اور طرزعمل اختیار فرمائے ۔ مکی دور میں مشرکین قریش کے تشدد کے مقابلہ میں عدم تشدد اور جوروستم کے جواب میں عفو درگزر کا رویہ اور طرزعمل اختیار فرمایا ۔ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں مشرکین وکفار مکہ کے جارحانہ حملوں کے مقابلہ میں دفاعی جنگ کا رویہ اور طرز عمل اختیار فرمایا ۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر جو رویہ اختیار فرمایا وہ مصالحت کا رویہ تھا ۔ فتح مکہ کے بعد سازشی مشرکین کے متعلق تشدد اور سختی کا رویہ طرزعمل اختیار فرمایا ۔ اسی طرح مدینہ کے بعد ابتداء میں یہود مدینہ کے مقابلہ میں مصالحت کا رویہ اختیار فرمایا جیسا کہ میثاق مدینہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ بعد میں جب یہودیوں کی طرف معاہدوں کی خلاف ورزی سامنے آئی تو ان کے متعلق تشدد کا رویہ طرز عمل اختیار فرمایا گیا۔

غور سے دیکھا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مخالفین کفار کے مقابلہ میں جن حالات میں جو بھی رویہ اور طرز عمل **اختیار فرمایا** وہ مقصد مذکور کے لئے مفید اور ضروری تھا ۔ مطلب یہ کہ اگر آپ مکی دور میں جب کہ مسلمانوں کی تعداد کفار ومشرکین سے بہت کم اور ان کے پاس اسباب کی قلت تھی کفار ومشرکین کے تشدد کا جواب تشدد سے دیتے ۔ یا مدنی دور کے ابتدائی سالوں میں مشرکین مکہ کے جارحانہ حملوں کے مقابلہ میں دفاعی جنگ کا رویہ اختیار نہ فرماتے اور جنگ کا جواب جنگ سے نہ دیتے ۔ یا فتح مکہ کے بعد مشرکین مکہ کے متعلق تشدد کا رویہ اختیار نہ کیا جاتا اور ان کو من مانی کرنے کے لئے آزاد چھوڑ دیا جاتا ۔ یا مدینہ کے ابتدائی دور میں مدینہ کے یہود وغیرہ کے ساتھ مصالحت کا رویہ اختیار نہ کیا جاتا بلکہ مخالفت کا رویہ اختیار کیا جاتا اسی طرح بعد میں جب یہود کی طرف سے معاہدوں کی خلاف ورزی سامنے آئی اور سازشوں میں شرکت منکشف ہوئی تو اس وقت اگر ان کے متعلق تشدد و سختی کا رویہ اختیار نہ کیا جاتا بلکہ صلح و نرمی کا رویہ اختیار کیا جاتا تو اس کے رد عمل کے نتیجہ میں مسلمان جماعت اور اس کے اجتماعی نصب العین کو شدید نقصان پہنچتا اور منزل مقصود کی طرف اس کی پیش قدمی رک جاتی اور عہد نبوت میں معاشرے کی مکمل اصلاح اور تمام ادیان پر دین اسلام کے غلبہ کا مقصد حاصل نہ ہو پاتا جس کا قرآن مجید کی آیت هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ میں ذکر ہے ترجمہ ہے اللہ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ضابطہ ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ اس کو تمام ادیان پر غالب کر دکھائے اور اگرچہ مشرکین کو کتنا ہی ناگوار گزرے اور وہ غصہ سے کتنے ہی پیچ تاب کھائیں۔

حضرات یہاں تک جو عرض کیاگیا وہ حیات طیبہ اور سیرت مقدسہ کے اندر پائی جانے والی عموی سیاست سے متعلق تھا جس سے عرب کے نہایت بگڑے ہوے معاشرے کی اصلاح کے کام میں فائدہ اٹھایا گیا اور جس کے معنے ہیں "القیام علی الشئی بما یصلحه" اور اب میں اس خصوصی سیاست کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں جو حکومت و ریاست کے امور و معاملات سے متعلق سیرت بھی حدیث وسیرت کی کتابوں میں کافی مواد ملتا ہے جس کا تمامتر تعلق سیرت طیبہ کے مدنی دور سے ہے اس لیے کہ ریاست و حکومت اور اس سے متعلق امور و مسائل ہجرت کے بعد مدینہ منورہ ہی میں پیش آئے خود مدینہ کے متعلق بھی اور جزیرۃ العرب کے دوسرے شہروں اور علاقوں سے متعلق بھی مدینہ منورہ پہنچنے کے کچھ عرصے بعد جو ایک عظیم سیاسی کارنامہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے ظہور میں آیا وہ وہ تحریری معاہدہ تھا جو مدینہ کے تمام باشندوں کے درمیان اتفاق کے ساتھ طے پایا اور اس کے نتیجہ میں مدینہ کے اندر امن و اطمنان کی فضا پیدا ہوئی ۔ اس کی کچھ تفصیل یہ کہ رسول اللہ صلہ اللہ علیہ وسلم جب ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ مدینہ کے اندر مسلمانوں کے علاوہ جو دوسرے غیر مسلم شہری ہیں ان میں ایک اچھی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جو اصل عرب اور بت پرست ہیں اور دوسرے خاصی تعداد میں اہل کتاب یہودی ہیں جو کافی زمانہ پہلے یہاں آکر آباد ہو گئے تھے لکھے پڑھے اور با اثر لوگ ہیں اور پھر بد قسمتی سے ان میں سے ھرا یک دو متحارب گروہوں میں منقسم تھا مشرکین جو بعد میں مشرف بہ اسلام ہوگئے اوس اور خزرج دو متحارب قبیلوں پر مشتمل تھے اسی طرح یہود اہل کتاب بھی بنو نضیر اور بنو قریظہ وغیرہ قبیلوں پر مشتمل تھے جن کے مابین جنگ ہوتی رہتی تھی یہودیوں کا ایک قبیلہ مشرکین کے ایک قبیلہ کا حلیف اور دوسرا قبیلہ مشرکین کے دوسرے قبیلہ کا حلیف تھا باہمی اویزش اور جنگ کا سلسلہ کافی زمانہ سے ان کے مابین چلا آ رہا تھا جس کیوجہ سے مدینہ کی فضا مکدر کشیدہ اور پراگندہ تھی مدینہ کی یہ داخلی صورت حال چونکہ اس مقصد کی راہ میں رکاوٹ تھی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر تھا لہٰذا آپ نے اس کی طرف خصوصی توجہ فرمائی اور اپنے مقدس مشن کی کامیابی کے لے ضروری سمجھا کہ مدینہ کے غیر مسلم قبائل کے ساتھ دوستی اور امن و سلامتی کا معاہدہ کر کے ان کو ایک وسیع تنظیم و اتحاد میں منظم و متحد کیا جاے چنانچہ اس کے لے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ کی ایک جامع اور قابل قبول دستاویز تیار کر کے سرداران قبائل کے سامنے پیش کی اور چونکہ معاہدے کی اس تحریر میں سب کیلیے تین چیزوں یعنی جان مال اور آبرو کے تحفظ اور مذہبی آزادی کی پوری ضمانت موجود تھی لہٰذا اس کو قبول کرنے اور اس پر اتفاق کرنے میں کسی کو کوئی رکاوٹ پیش نہ آئی اور سب نےاس پر رضامندی کا اظہار کیا اس تحریری معاہدے میں کیا کیا لکھاگیااور اس کے مندرجات کیا تھے اس کی پوری تفصیل حدیث اور سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے جو دیکھنا چاہے ان میں دیکھ سکتا ہے اس وقت میرا مقصد اس کے متعلق یہ عرض کرنا ہے کہ اس معاہدے سے مدینہ کی داخلی فضا فوراً متاثر ہوئی اور بدامنی و بے چینی کی حالت امن و آشتی سے بدل گئی اور مسلمانوں کو اپنے مشن کیلیے سکون اور یکسوئی کے ساتھ کام کرنے کا

موقع میسر آیا یہ دستاویز آگے چل کر میثاق مدینہ اور مدینہ کی شہری ریاست کے دستور سے معروف ہوئی واضح رہے کی اس معاہدے و میثاق میں مدینہ کے تمام شہریوں کو ایک امت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا سربراہ تسلیم کیا گیا اور یہ قرار پایا کہ نزاعی امور اور معاملات میں آخری فیصلہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ ہو گا

علاوہ ازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی عرصہ میں مدینہ کے اردگرد رہنے والے کچھ دوسرے قبائل سے بھی دوستی اور سلامتی کے معاہدے کئے تاکہ آیندہ مشرکین مکہ کی طرف سے ہونے والے متوقع حملوں میں کچھ رکاوٹ پیدا ہو اور تحفظ میں مدد ملے ظاہر ہے کہ یہ معاہدے بھی سیاسی نوعیت کے تھے۔

اسی طرح منافقین کے ساتھ جو طرز عمل اختیار کیا گیا وہ بھی سیاسی نوعیت کا تھا اس کی کچھ تفصیل یہ ہے مدینہ میں کچھ لوگ دنیوی مصلحتوں اور مادی مفادات کی خاطر بظاہر مسلمان ہوگئے لیکن بباطن یعنی دل سے کافر تھے یہ لوگ زبان سے کلمہ شہادت پڑھتے مسلمانوں کے ساتھ مل کر نمازیں ادا کرتے روزے رکھتے جہاد وغیرہ میں شریک ہوتے اور تمام ظاہری اعمال بجالاتے لیکن ان کے دل ایمان سے خالی تھے نہ اللہ کی الوہیت پر ان کا ایمان تھا اور نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت پر ان کا ایمان تھا مسلمانوں سے میل جول میں دوستی اور خیر خواہی کا اظہار کرتے اور دل میں ان کے متعلق عداوت و دشمنی رکھتے اور در پردہ ان کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے دشمنان اسلام یہودیوں کے ساتھ مل کر پیغمبر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازباز کرتے وغیرہ وغیرہ ان کی اس منافقانہ حالت کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انکشاف کیا علاوہ ان بہت سی آیات کے جو سورۃ التوبہ وغیرہ میں نازل ہوئیں ایک مستقل سورت المنافقون کے نام سے اتری۔ اور منافقوں کی حقیقت اور ان کی خباثتوں اور بدمعاشیوں کو بے نقاب کیا گیا۔ تاکہ مسلمان ان سے چوکنا رہیں اور دھوکہ نہ کھائیں۔اس بارے میں جو بات عرض کرنا مقصود ہے وہ یہ کہ منافقین کے حالات بذریعہ وحی معلوم ہوجانے کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منافقین کو مسلم جماعت سے نہ نکالنا۔ ان کو برداشت کرنا اور کوئی سزا نہ دینا۔ خالص سیاسی نوعیت کا رویہ اور اس شرعی مصلحت پر مبنی تھا کہ چونکہ ان کے ظاہری حالات کی وجہ سے غیر مسلم ان کو مسلمان گردانتے تھے۔ لہٰذا اگر ان کو ان کے نفاق اور باطنی کفر کی بنا پر مسلم جماعت سے نکال دیا جاتا اور ان کو وہ سزادی جاتی جس کے وہ شرعاً مستحق وسزاوار تھے تو غیر مسلم کفار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف پروپیگنڈا کرنے اور یہ کہنے کا موقع ملتا کہ محمدؐ اپنے ہی ساتھیوں سے بدسلوکی اور زیادتی کررہا ہے لہٰذا لوگوں کو اس کا ساتھ نہ دینا اور اس کا دین نہ قبول کرنا چاہیے۔ ظاہر ہے کہ اس سے اسلام کی اشاعت پر منفی اثر پڑسکنے اور اس کو وقتی طور پر نقصان پہنچنے کا اندیشہ تھا لہٰذا اس وقت کے خاص حالات میں دینی مصلحت کا مقتضا تھا کہ منافقین کو بادل نخواستہ برداشت کیا اوران کو وہ سزا نہ دی جائے جس کے شرعاً وہ مستحق تھے

اب میں اس نبوی ریاست و حکومت کے کچھ خدو خال اور خصوصاً کوائف بیان کرنا چاہتا ہوں جو حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنی نظام و روایت کے مطابق مدینہ منورہ میں قائم فرمائی اور جس کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سربراہ تھے یہ ریاست و حکومت اپنی خصوصیات کے لحاظ سے عجیب وغریب اور اپنی مثال آپ تھی اس میں سربراہ ریاست و حکومت کے لئے نہ کوئی تاج و تخت تھا نہ کوئی قصر و محل عام طور پر لوگوں کے رہن سہن اور بود و باش کا جو معیار تھا وہی سربراہ ریاست اور حکومت کا بھی تھا مظاہر معیشت میں اس کے لئے کوئی امتیاز نہ تھا ہر قسم کے "تکلفات سے پاک فطری سادگی اس کی شان تھی یہی حال اس کے سب رفقا کا بھی تھا جو ریاست و حکومت کے مختلف فرائض و وظائف انجام دیتے تھے معاشرے کے دوسرے افراد کے حقوق کا پوری طرح تحفظ کرنا لوگوں کے نزاعی امور و معاملات کو عدل و انصاف کے مطابق سلجھانا و نمٹانا' اور مملکت میں داخلی اور خارجی امن و امان کا قیام عمل میں لانا تھا لہٰذا اس نبوی حکومت میں اس کا مکمل طور پر اہتمام اور انتظام تھا اسلام کے قوانین عدل کے نفاذ اور ان پر عمل کے نتیجہ میں ہر فرد کے ہر قسم کے حقوق محفوظ تھے عدالت کا ایسا نظام قائم ہوا جس کے اندر ہر مظلوم دستغیث بغیر کسی روک ٹوک اور بغیر کسی دشواری کے مفت انصاف و داد رسی حاصل کر سکتا تھا دعویٰ' ثابت ہو جانے پر کسی ظالم اور غاصب کی مجال نہ تھی کہ وہ مظلوم کو اس کا حق واپس نہ لوٹاتے اور اپنی تعدی و زیادتی کا مناسب خمیازہ نہ بھگتے جرم و سزا کے قوانین سب کے لئے یکساں و برابر تھے ان کے نفاذ میں اللہ تعالیٰ' کا یہی فرمان اور حکم تھا۔

تیسری خصوصیت اس نبوی ریاست و حکومت کی یہ تھی کہ اس کے اندر لوگوں کی دنیوی و مادی رفاہیت اور فلاح و بہبود کے ساتھ انکی دینی اور روحانی حالت کی صلاح و فلاح کا بھی پورا اہتمام تھا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہاں سب شہریوں کی مادی ضروریات کا خیال رکھتے وہاں ان کی روحانی ودینی ضروریات کی طرف بھی بھرپور توجہ فرماتے مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مقصد کی خاطر کہ معاشرے کو کوئی فرد اور ریاست کا کوئی شہری بنیادی معاشی ضروریات سے محروم نہ رہے ہر ایک کے لئے کسی نہ کسی شکل میں غذا لباس اور مکان کا انتظام ہو دو اسلامی ہدایات جاری فرمائیں ایک یہ کہ جو شخص کسب معاش کے سلسلہ میں کوئی کام کاج کر سکتا ہو وہ ضرور کچھ کام کاج کرے اور اپنا اور اپنے اہل و عیال کا معاشی بوجھ خود اٹھائے بلا کسی جائز عذر کے دوسروں پر بوجھ نہ بنے دوم یہ کہ جو لوگ کسی مستقل یا عارضی عذر جیسے بچنے بڑھاپے یا بیماری کی وجہ سے کوئی معاشی کام کار کرنے اور خود کمانے کی قدرت و صلاحیت نہ رکھنے اور مفلس و نادار ہوں اور اقربا میں بھی کوئی ان کی معاشی کفالت کرنے والا نہ ہو تو ان کی معاشی کفالت کی ذمہ داری بیت المال پر اور معاشرے کے غنی و مالدار افراد پر عائد ہوتی ہے کہ وہ ان کے لئے معاشی ضروریات مہیا کریں نیز ایسے اشخاص بھی بیت المال سے وظیفہ پانے کے مستحق ہوتے ہیں جو اپنا پورا وقت تعلیم و تعلّم یا دوسری اجتماعی خدمت میں صرف کر رہے ہوتے ہیں ان دو ہدایات پر پوری طرح عمل ہو تو کوئی شخص بنیادی معاشی ضروریات سے محروم اور تہی دست نہیں رہتا اس کے ساتھ ساتھ معاشرے کے معاشی توازن کو قائم و برقرار رکھنے کی خاطر اسلام کی ایک ہدایت اور تعلیم یہ بھی ہے کہ فاضل مال و دولت رکھنے والا کوئی فرد رہن سہن

وغیرہ میں ایسا بلند معیار زندگی اختیار نہ کرے جس کو معاشرے کے باقی افراد اختیار نہ کر سکتے ہوں کیونکہ اس سے باقی لوگوں کے اندر اس معیار زندگی کی ہوس و خواہش ابھرتی پھر جب اس کے لئے ان کی مالی حالت ان کا ساتھ نہیں دیتی تو وہ مایوسی کا شکار ہوتے یا اس کی خاطر ناجائز طریقوں سے حرام مال حاصل کرنے کے پیچھے پڑ جاتے ہیں رشک کے بجائے عام طور پر حسد کا جذبہ نادار لوگوں کے دلوں میں ابھرتا اور عام لوگ اس اعلیٰ معیار زندگی اختیار کرنے والے کو برا سمجھنے لگتے ہیں غرض یہ کہ اس سے کئی اجتماعی مفاسد ظہور میں آتے اور معاشرے کو لازما ضرور نقصان پہنچتا ہے لہٰذا مدینہ کی اسلامی ریاست میں مذکورہ ہدایت و تعلیم پر بھی پوری طرح عمل تھا اور معیار معیشت میں تقریبا مساوات تھی بعض صحابہ کرامؓ کے پاس مال و دولت کی کثرت و فراوانی تھی جیسے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ لیکن ان کا معیار زندگی دوسروں سے اعلیٰ اور ممتاز نہ تھا لکھا ہے کہ وہ جب اپنے غلاموں میں بیٹھے ہوتے تو باہر سے آنے والا کوئی اجنبی شخص پہچان نہیں سکتا تھا کہ ان میں آقا کون ہے اور غلام کون یہ اس لئے کہ ان کے سامنے رسول رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد تھا کہ جو خود کھاؤ وہی غلاموں کو بھی کھلاؤ اور جو خود پہنو وہی اپنے غلاموں کو بھی پہناؤ وغیرہ وغیرہ بعض احادیث نبویہ سے بھی معلوم ہوا ہے کہ مدنیہ میں کچھ صحابہ کرامؓ نے اپنے مکان کے اوپر قبہ کا بالا خانہ بنایااور دوسرے مکانوں کے مقابلہ میں اس کے اندر ایک امتیازی شان پیدا کی اتفاق سے رسول اللہ صلیع علیہ وسلم کا وہاں سے گزر ہوا اس مکان کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھیوں سے پوچھا یہ کس کا مکان ہے عرض کیا گیا فلاں کا ہے تو آپؐ کے چہرہ مبارک پر ناراضگی اور ناگواری کے آثار ظاہر ہوئے بعد میں جب اس مکان کا مالک صحابیؓ حسب معمول خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور سلام کیا تو نہ سلام کا جواب ملا اور نہ اس کی طرف التفات فرمایا وہ نہایت پریشان ہوا وجہ دریافت کرنے پر ایک صحابی نے اس کو بتلایا کہ اس کی وجہ تمہارے مکان کے اوپر وہ قبہ نما بالا خانہ ہے جو تم نے حال ہی میں بنایا ہے اس کو دیکھ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ آوالہ وسلم ناراض ہوئے یہاں تک تمہارے سلام کا جواب دینا بھی گوارا نہ ہوا یہ سنتے ہی وہ صحابی گھر گیا اور فورا بلا کسی تاخیر نئے تعمیر شدہ حصہ کو مسمار کر دیا اسی حدیث میں یہ بھی ہے کہ کچھ دنوں کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہاں سے جب دوبارہ گزر ہوا تو آپ نے مکان کے اس حصے کو نہ دیکھ کر ساتھیوں سے پوچھا کہ وہ کیا ہوا تو جواب میں عرض کیا گیا کہ جب اس کے مالک آپ کی ناراضی و ناگواری کا علم ہوا تو اس نے فورا س حصہ کو گرا دیا اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت خوش ہوئے اور اس کے حق میں دعائے خیر فرمائی

یہاں یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ اسلام اس کو تو جائز تسلیم کرتا ہے کہ معاشرے کے بعض افراد کے پاس مال و دولت کم اور دوسرے بعض کے پاس دزیادہ ہو لیکن اس کو جائز تسلیم نہیں کرتا کہ جس کے پاس زیادہ مال و دولت ہو وہ فخریہ طور پر اور اپنی برتری جتلانے کے لئے اونچے معیار زندگی کے ذریعے اپنی مالداری اور دولتمندی کا مظاہرہ کرے جس کا دوسرا نام قارونیت ہے جو قرآن مجید کے اندر قارون کے قصے سے ظاہر ہوتی

اور جس کا برا انجام تباہی و بربادی ہے

انسان کے لئے علم کی جو اہمیت اور قدر وقیمت ہے وہ کسی بیان کی محتاج نہیں ایک حدیث نبوی میں علم کی طلب اور اس کے لئے کوشش ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر فرض ہے ایک حدیث نبوی کے الفاظ ہیں طلب العلم فریضہ علی کل مسلم و مسلمہ علم کی طلب ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر لازم ہے چنانچہ مدینہ منورہ کی اس اسلامی ریاست میں علم کے حصول کا پورا انتظام تھا علم میں چونکہ سرفہرست دین کا علم آتا ہے جس پر انسان کی حقیقی فلاح و کامرانی کا دار و مدار ہے لہٰذا اس ریاست میں ہر مسلمان اس علم سے آسانی کے ساتھ بہرہ ور ہو سکتا تھا بلکہ ضروری تھا وہ اس سے بہرہ ور ہو اور یہ جانتا ہو کہ جس دین کو اس نے اپنے لئے اختیار کیا ہے اس کی بنیادی اور موٹی موٹی باتیں اور تعلیمات و ہدایات کیا ہیں اور یہ کہ اس کے ذمے بحیثیت مسلم کے جو فرائض و واجبات عائد ہوتے ان کی تفصیل کیا ہے اور چونکہ یہ علم ایک انسان کو دوسرے انسان کے زبانی بیان سے حاصل ہو جاتا ہے لہٰذا اس کے لئے لکھنا پڑھنا ضروری نہیں حدیث مذکور میں جس علم کا حصول ہر مسلم مرد اور مسلمہ عورت پر فرض قرار دیا گیا ہے وہ یہی علم ہے جو معلم کی زبان سے سن کر حاصل ہو جاتا ہے لکھنے پڑھنے والا علم نہیں ہمارے عقیدہ کیمطابق حضرت محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی انسان علم والا نہیں ہو سکتا بلا شبہ آپ علم کے بحر زخار تھے لیکن ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم رسمی طریقہ سے لکھنے پڑھنے کا مرہون منت نہ تھا آپ کو قرآن مجید کا علم کسی انسان سے نہیں بلکہ اللہ کی وحی سے حاصل ہوا بہر حال یہ حقیقیت ہے جس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ علم اس انسان کو بھی حاصل ہوتا ہے جو باقاعدہ لکھنا پڑھنا نہ جانتا ہو صحابہ کرامؓ میں ایسے حضرات کی تعداد بہت کم تھی جو لکھنا پڑھنا جانتے ہوں لیکن ان سب کو دین کا علم حاصل تھا بلاشبہ وہ عالم دین تھے باقی جہاں تک لکھنے پڑھنے کے علم کا تعلق ہے اسلام میں اس کی بھی بڑی اہمیت ہے جس کا اندازہ اس سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ غزوہ بدر کے قیدیوں میں سے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے ان کی رہائی کے لئے مالی فدئیہ کی بجائے یہ مقرر کیا گیا کہ ان میں سے ہر ایک کم از کم دو مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھائے علاوہ ازیں قرآن مجید کی متعدد آیات میں کاغذ قلم روشنائی اور کتاب کا جس اسلوب سے ذکر ہے وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ لکھنا پڑھنا انسان کیلئے نعمت ہے جس سے اس کو فائدہ اٹھانا چاہئے غرضیکہ اس میں کچھ شک و شبہ نہیں کہ مدینہ کی اسلامی ریاست میں حکومت کے زیر سرپرستی دینی تعلیم و تعلیم کا باقاعدہ اہتمام تھا مسجد نبوی کے ایک حصہ میں صفہ کے نام سے ایک درسگاہ قائم تھی جس میں باقاعدہ معلم تیار کئے اور ملک کے مختلف علاقوں میں بھیجے جاتے تھے تاکہ وہ نو مسلموں کو قرآن مجید اور شریعت اسلامی کی تعلیم دیں اور یہ کہ اس کے عوض کسی سے کچھ نہ لیں۔

دینی تعلیم کی ادارے کیطرح وھاں دعوت و تبلیغ کا بھی ایک فعال ادارہ قائم تھا جس میں داعی اور مبلغ تیار کر کے غیر مسلموں میں دین اسلام کی دعوت و تبلیغ کیلئے حکومت کی نگرانی میں بھیجے جاتے تھے اور یہ

اس وجہ سے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ترجمہ ! مسلمانو ! تم بہترین امت ہو جو انسانیت کی بھلائی و بہتری کے لیے سامنے لائی گئی ہے لہذا تمہارا فریضہ ہے کہ اچھے کاموں کے کرنے کا حکم دو اور برے کاموں سے روکو اور اللہ پر ایمان کا ثبوت پیش کرو۔

دوسری آیت یوں ہے! وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ ترجمہ ! مسلمانو ! تم میں ایک ایسی جماعت ضرور ہونی چاہیے جو خیر و بھلائی کی طرف لوگوں دعوت دے اور اچھے کاموں کا حکم دے اور برے کاموں سے روکے۔

ان مذکورہ قرآنی آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ امت مسلمہ کی یہ ایک اجتماعی ذمہ داری ہے کہ وہ انسانیت کی بھلائی اور خیر خواہی کے جذبہ سے غیر مسلموں کو دین اسلام کی طرف دعوت دے اور انکے اندر تبلیغ کرے اچھائیوں پر آمادہ کرے اور برائیوں سے روکے لہذا مدینہ کی اسلامی ریاست کے اندر اس اجتماعی ذمہ داری سے عہدہ برا ہونے کے لیے دعوت و تبلیغ کا موثر اہتمام اور انتظام تھا باقاعدہ داعی و مبلغ تیار کر کے ان قبیلوں اور علاقوں میں بھیجے جاتے جو کفر و شرک میں مبتلا اور ایمان وتوحید سے نا آشنا تھے اور پھر دعوت و تبلیغ کا یہ مبارک اور اہم کام جزیرۃ العرب تک محدود نہ تھا بلکہ باہر کے کئی ممالک تک بھی وسیع اور پھیلا ہوا تھا کتب حدیث میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مختلف ممالک کے بادشاہوں اور سربراہوں کو دعوتی خطوط لکھے اور اپنے آدمیوں کے ذریعے بھیجے گئے جیسے ایران کے کسریٰ اور روم کے قیصر وغیرہ کو ان خطوط کے جواب میں ان کی طرف سے جو رد عمل سامنے آیا اس کی تفصیل حدیث و سیرت کی کتابوں میں درج ہے

اسی طرح چونکہ قرآن مجید میں مسلمانوں کے لئے جہاد فی سبیل اللہ کی بھی ہدایت اور تاکید ہے اگرچہ وہ قتال دفاع ہی کے لئے کیوں نہ ہو باطل پرست جب حق کو مٹانے اور سرنگوں کرنے کے لئے آمادہ جنگ و قتال ہو جاتے ہیں تو حق پرستوں پر فرض اور لازم ہو جاتا ہے کہ وہ جوابی اور دفاعی جنگ و قتال کریں اور ظاہر ہے کہ اس کے لئے باقاعدہ ایک ایسی فوج کی ضرورت ہوتی ہے جو جنگی تربیت یافتہ اور حرب و قتال کے طور طریقوں کو جانتی اور ان میں مہارت رکھتی ہو لہذا مدینہ منورہ کی نبوی ریاست میں اس کا بھی مناسب انتظام تھا صحت مند جواں مرد پر لازم تھا کہ وہ جنگ میں کام آنے والے فنون کی تربیت و مہارت حاصل کرے گھوڑ سواری تیراندازی نیزہ بازی اور شمشیر زنی کے فنون سے اپنے آپ کو آراستہ کرنے کی کوشش اور جدوجہد کرے تاکہ ضرورت پڑنے پر وہ قومی فوج میں شریک ہو کر دشمن کا مقابلہ کر سکے اس کے لئے وہاں فوج کا ایک الگ اور مستقل ادارہ موجود نہ تھا جیسا کہ عہد حاضر کی مملکتوں میں موجود ہوتا اور اس پر قومی خزانے کا بڑا حصہ صرف کیا جاتا ہے دراصل اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ مسلمان اپنا دینی فریضہ سمجھتے ہوئے جہاد و قتال میں حصہ لینے کے لئے جو فوجی تربیت اور جنگی مہارت حاصل کریں اس سے ان کا مقصد صرف دین حق کا

غلبہ اور اللہ کی رضا جوئی ہونا چاہیے مال دولت اور شہرت وغیرہ نہیں ہونا چاہئے کیونکہ یہ ایک عبادت ہے اور عبادت کی صحت و قبولیت کے لئے اخلاص شرط ہے یعنی وہ خالصتہً اللہ کی رضا کی خاطر ہو یہ دوسری بات ہے کہ دشمن پر فتح کی صورت میں دشمن کا جو مال بطور غنیمت حاصل ہوتا اس کا ایک حصہ جہاد میں شریک مجاھدین کو ملتا ہے لیکن جہاد میں انکی نیت مال غنیمت کا حصول ہرگز نہیں ہونی چاہئے گویا اسلام میں فوج کا جو تصور ہے وہ تقریبا نیشنل آرمی کا تصور ہے بشرطیکہ اس کا مقصد کسی قوم کا دوسری اقوام پر غلبہ و استیلا نہ ہو بلکہ دین حق کا ادیان باطل پر غلبہ اور استیلا ہو

اور پھر چونکہ قرآن مجید میں مسلمانوں کے لئے اللہ تعالی کا واضح حکم تھا کہ تم امانتیں ان کو ادا کرو جو ان کے اہل ہیں فرمایا اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا (الایہ) ترجمہ یقین کرو کہ اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کو ادا کرو اور چونکہ امانت کی قسموں میں سے ایک قسم حکومت کا کوئی عہدہ اور منصب بھی ہے جیسا کہ بعض احادیث نبویہ سے ظاہر ہوتا ہے مثلا ایک حدیث کے الفاظ ہیں اِذَا ضُیِّعَتِ الْاَمَانَۃُ فَانْتَظِرِ السَّاعَۃَ قِیْلَ مَا اِضَاعَتُھَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰی غَیْرِ اَھْلِھَا فَانْتَظِرِ السَّاعَۃَ ترجمہ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب امانت کو ضائع ہوتا دیکھو تو قیامت یا تباہی کی گھڑی کا انتظار کرو کسی نے عرض کیا حضورؐ امانت کے ضائع ہونے کا کیا مطلب ہے تو آپؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا جب امارت اور حکومت کے مناصب نااہلوں کو دیئے اور سونپے جائیں تو قیامت یا تباہی و بربادی کی گھڑی کا انتظار کرو اس حدیث میں حکومت کے امور ومناصب و امانت سے تعبیر فرمایا گیا اور یہ تعلیم دی گئی ہے کہ حکومت و امارت کا ہر منصب اس شخص کو دیا جائے جو اس کی اہلیت رکھتا ہو یعنی اس منصب کی ذمہ داریوں کو جانتا اور ان کو پورا کرنے اور انجام دینے کی صلاحیت اور قدرت رکھتا ہو ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک موقع پر جلیل القدر صحابی حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حکومت کے کسی منصب کیلئے درخواست کی تو اس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حکومت کا یہ منصب ایک امانت ہے اور آپ کمزور آدمی ہیں ان ذمہ داریوں کو پورا کرنا آپ کے بس میں نہیں چنانچہ وہ منصب ان کو نہ دیا گیا اس حدیث میں بھی یہ تعلیم ہے کہ حکومت کا ہر منصب اور عہدہ صرف ایسے شخص کو دیا جائے جو اس کا اہل ہو یعنی اس کے فرائض کو جانتا اور انجام دینے کی قدرت و صلاحت رکھتا ہو اور اس میں اس کے حسب و نسب اور دوسرے اوصاف کو مدارنہ بنایا جائے بنابرین مدینہ کی اس اسلامی ریاست میں اس کا پورا التزام تھا کا اور حکومت کے عہدوں اورمناصب پر ایسے اشخاص کو متعین و مقرر کیا جاتا تھا جو اس کی اہلیت اور صلاحیت رکھتے تھے

اسی طرح چونکہ قرآن مجید میں مسلمانوں کے لئے یہ واضح تعلیم تھی کہ وہ اپنے اجتماعی امور کو باہمی صلاح و مشورہ سے طے کریں اسی طرح سربراہ حکومت و ریاست کے لئے بھی واضح حکم تھا کہ وہ کوئی اجتماعی فیصلہ کرنے سے پہلے ایسے اشخاص سے مشورہ کرے جو مشورہ دینے کی اہلیت رکھتے ہوں پہلی تعلیم قرآنی آیت

اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ میں اور دوسری ہدایت قرآنی آیت وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ میں مذکور ہے لہٰذا مدینہ کی اسلامی ریاست میں ایک مجلس شوریٰ قائم کی تھی جس کے ارکان ایسے افراد تھے جو ممتاز دینداری کے ساتھ اجتماعی امور و معاملات میں اعلیٰ سوجھ بوجھ گہری بصیرت اور اصابت رائے رکھتے اور عام لوگوں میں قابل اعتماد تھے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنگامی قسم کے اجتماعی امور و معاملات جیسے جنگ و صلح کے معاملات کے متعلق آخری فیصلے سے پہلے اس مجلس مشاورت سے صلاح و مشورہ فرماتے تھے یہاں یہ واضح رہے کہ مجلس شوریٰ کے ان ارکان کو ان کی اس خدمت کے عوض بیت المال سے کوئی صلہ نہیں ملتا تھا اورنہ ان کے لئے دوسری کوئی خاص مراعات تھیں جیسی کہ آج ارکان پارلیمنٹ کے لئے ہوتی ہیں گویا اسلام میں مجلس شوریٰ کی رکنیت کا منصب ایک اعزازی منصب ہے قرآن حکیم کی متعدد آیات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اموال نے غنیمت زکواۃ و صدقات کے جمع اور تقسیم کرنے کی ذمہ داری بھی سربراہ حکومت اور امیر ریاست کی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ذمہ داری ہے یعنی یہ کہ اس کی نگرانی میں مذکورہ اموال ایک جگہ جمع ہوں اور قرآن مجید کے بیان کردہ مصارف میں خرچ ہوں اور چونکہ اس کے لئے اجتماعی بیت المال اور قومی خزانے کا وجود ضروری تھا لہٰذا عہد نبوت کی مدنی ریاست میں بیت المال کا ادارہ قائم ہوا اور حکومت کی نگرانی میں اس کے اندر جمع شدہ اموال احکام شریعت کے مطابق مختلف لوگوں میں تقسیم ہوتے رہے اور اس سے معاشرے کی معاشی اور اقتصادی حالت کو سدھارنے اور بہتر بنانے میں بڑی مدد ملی جیسا کہ اس ادارے کے قیام سے مقصود تھا

آخر میں یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تئیس ۲۳ سالہ پوری پیغمبرانہ زندگی مسلمانوں کے لئے اسوۂ حسنہ اور پیروی کا بہترین نمونہ ہے صرف مکی زندگی یا صرف مدنی زندگی کو اسوۂ حسنہ قرار دینا درست اور صحیح نہیں جیسا کہ بعض مسلمان خیال کرتے ہیں اصل بات یہ ہے کہ پہلی مسلم جماعت جن مختلف نوع کے حالات سے گزری انہی حالات سے بعد کی مسلم جماعتیں بھی گزر سکتی ہیں اور یہ کہ پہلی مسلم جماعت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف حالات میں جو مختلف رویے اور طرز عمل تجویز اور اختیار فرمائے وہی رویے اور طرز عمل مختلف حالات میں بعد والی مسلم جماعتوں کے لئے بھی واجب الاتباع اور قابل پیروی ہیں اسی طرح اصلاح معاشرہ کے کام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس حکمت عملی اور سیاست شرعی کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھا اوراس کے مطابق اصلاح کا مبارک کام انجام دیا بعد کے مسلم زعما و مصلحین کو بھی اصلاح معاشرہ کے کام میں اسی حکمت عملی اور سیاست شرعی کو پوری طرح ملحوظ رکھنا چاہیے بلکہ اتباع سنت رسول صلی اللہ وآلہ وسلم کا تقاضا ہے کہ وہ اس کے مطابق کام کریں ورنہ وہ حقیقی کامیابی سے ہمکنار نہ ہو سکیں گے۔

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ
حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ
اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا
بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

O ye who believe! Fear God as He should be feared, and die not except in a state of Islam. And hold fast, all together, by the Rope which God stretches out for you, and be not divided among yourselves.

PREMIER TOBACCO INDUSTRIES LIMITED

محفوظ قابلِ اعتماد مستعد بندرگاہ

بندرگاہ کراچی

جہازرانوں کی جنت
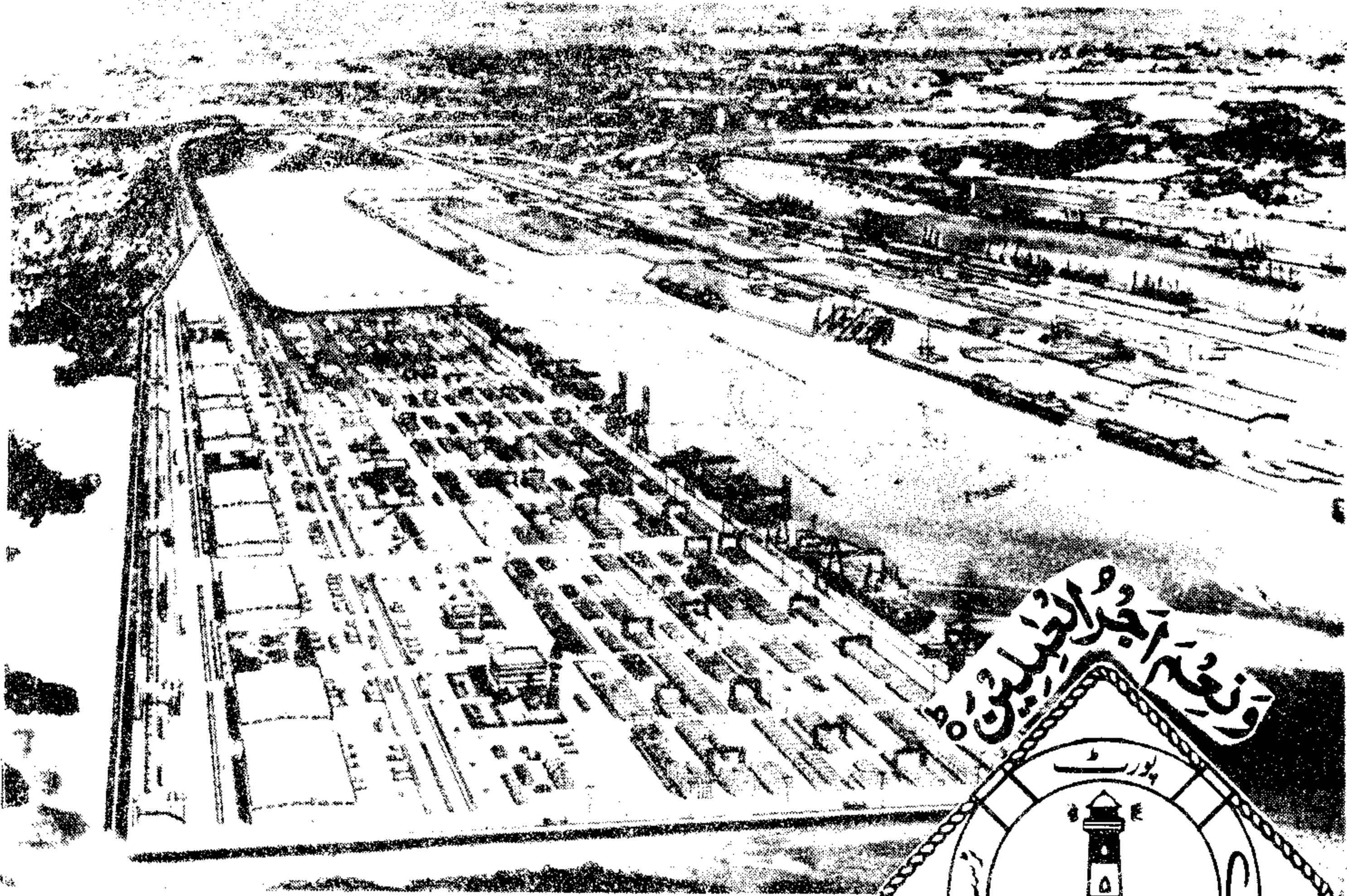
بندرگاہ کی خدمات کے جدید انداز کے ساتھ
عالمی تجارت کے لئے پُرکشش
پاکستانی معیشت کی تعمیر کے لئے کوشاں

ہماری کامیابیوں کی بنیاد

- انجینئرنگ میں کمالِ فن
- جدید ٹیکنالوجی
- مستعد خدمات
- باکفایت اخراجات
- مسلسل محنت

۲۱ ویں صدی کی جانب رواں

بمع

جدید مربوط کنٹینر ٹرمینلز
نئے میرین پروڈکٹس ٹرمینل
بندرگاہ کراچی ترقی کی جانب رواں

PID - Islamabad

مولانا شہاب الدین ندوی

نکاح کیلئے مرد اور عورت کا انتخاب

(۳)

تزوجوا فی الحجز الصالح' فان العرق دساس : تم کسی اچھی اصل (قبیلے) میں نکاح کرو' کیونکہ (ماں باپ کے) اطوار بچوں میں بھی سرایت کرتے ہیں ۔

اسلام کے بعد دوسری بڑی نعمت

غرض ایک مسلمان اگر اپنی اسلامیت کے ساتھ ساتھ ایک خوبرو اور نیک خصلت بیوی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے تو پھر وہ بڑا ہی خوش قسمت شخص ہے ۔ جیسا کہ بعض احادیث میں اس کی تصریح اس طرح آئی ہے ۔

خیر فائدہ افادھا المرء المسلم بعد اسلامہ امراۃ جمیلہ ' تسرہ اذا نظر الیھا ' و تطیعہ اذا امرھا ' و تحفظہ فی غیبتہ و مالہ و نفسھا :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک مسلمان شخص اپنے اسلام کے بعد جو بہترین فائدہ اٹھاتا ہے وہ ایک خوبصورت عورت ہے ' جس کی طرف اگر وہ نظر ڈالے تو وہ اسے خوش کر دے ۔ جب وہ اسے کوئی حکم کرے تو بجا لائے ۔ اور اس کی غیر حاضری میں اس کے مال اور اپنے آپ کی حفاظت کرے ۔

خیر النساء التی اذا نظرت الیھا سرتک' و اذا امرتھا اطاعتک' و اذا غبت عنھا حفظتک فی نفسھا و مالک :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین عورت وہ ہے جس کی طرف اگر تو دیکھے تو وہ تجھے خوش کر دے ۔ اگر تو اسے کوئی حکم کرے تو وہ تیری اطاعت کرے ۔ اور جب تو گھر سے باہر ہو تو وہ خود کی اور تیرے مال کی حفاظت کرے ۔

قیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : ای النساء خیر؟ قال : التی تسرہ اذا نظر' و تطیعہ اذا امر' ولا تخالفہ فی نفسھا ومالھا بما یکرہ :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (ایک مرتبہ) پوچھا گیا کہ کس قسم کی عورت بہتر ہے؟ تو آپ

نے فرمایا کہ وہ عورت جو اس کی طرف دیکھنے پر تجھے مسرور کر دے ۔ اگر تو اسے کوئی حکم دے تو وہ پورا کرے ۔ اور وہ اپنے نفس اور مال میں تیری ناپسندیدگی کا خیال رکھتے ہوئے تیری مخالفت نہ کرے ۔

اس کے بر عکس اگر کسی کو زبان دراز' بد اخلاق اور جھگڑالو مزاج عورت مل جائے تو پھر اس کی زندگی دوبھر اور اس کا چین و سکون سب کچھ غارت ہو جاتا ہے ۔ گویا کہ اس کی زندگی جیتے جی جہنم کا نمونہ بن چکی ہے ۔ اس اعتبار سے کسی کو نیک اور صالح عورت کا مل جانا بالکل ایسا ہی ہے جیسے اسے جیتے جی جنت مل گئی ہو ۔

ان حدیثوں سے ضمنا اس حقیقت پر بھی روشنی پڑ گئی کہ عورت کے اصل فرائض کیا ہیں اور اس کا دائرہ کار کیا ہے ؟ چنانچہ ایک عورت اسلام کی نظر میں گھر کی مالکہ اور اپنے شوہر کے مال کی امین ہوتی ہے ۔ اور اس کے اصل فرائض تین ہیں :

1- اپنے شوہر کو ہمیشہ خوش و خرم رکھنے کی کوشش کرے اور اس کی پسند و ناپسند کا خیال رکھے ۔

2- خدا کی اطاعت کے بعد اپنے شوہر کی اطاعت کرے اور اس کی نافرمانی نہ کرے ۔

3- اس کی غیر حاضری میں اس کے مال و متاع اور اپنے ناموس کی حفاظت کرے ۔ اور ان امور میں اس کی خیانت نہ کرے۔

دنیوی سعادت کی بعض چیزیں

حاصل یہ کہ جس گھر میں نیک اور صالح عورت ہو وہ جنت کا نمونہ ہے ۔ اور جس گھر میں بد اخلاق اور جھگڑالو عورت ہو وہ دوزخ کا نمونہ ہے ۔ اسی بنا پر بعض حدیثوں میں جن چیزوں کو کسی شخص کی نیک بختی میں شمار کیا گیا ہے ان میں سر فہرست نیک عورت ہے ۔

اربع من السعادة : المراة الصالحه ' و المسكن الواسع' و الجار الصالح' و المركب الهنئى ۔ و اربع من الشقاوة : الجار السوء ' و المراة السوء ' و المسكن الضيق ' و المركب السوء :

چار چیزیں سعادت کا باعث ہیں : نیک عورت' کشادہ مکان' اچھا پڑوسی اور دل پسند سواری ۔ اور چار چیزیں بد بختی کا باعث ہیں ۔ برا پڑوسی' بری عورت' تنگ مکان اور خراب سواری ۔

من سعادة ابن ادم المراة الصالحه' و المسكن الصالح' و المركب الصالح و من شقوة بن دم المراة السوء ' و المسكن السوء ' و المركب السوء :

جو چیزیں آدم کے بیٹے کی خوش بختی کی ہیں ان میں اچھی عورت' اچھا مکان اور اچھی سواری بھی ہے ۔ اور جو چیزیں آدم کے بیٹے کی بدبختی کی ہیں ان میں بری عورت' برا مکان اور بری سواری بھی ہے ۔

کنواری لڑکیوں کی خوبیاں

اسلام ایک معتدل اور متوازن مذہب ہے، جس کے تمام قوانین نہایت درجہ عادلانہ اور حکمت و مصلحت پر مبنی ہیں۔ اسلام میں عورت نہ تو کم درجے کی فرد ہے اور نہ ہی بیواؤں اور مطلقہ عورتوں کا وجود منحوس مانا گیا ہے۔ بلکہ اس کے برعکس تاکید ہے کہ ایک بیوہ اور ایک بے نکاحی عورت کا بیاہ جہاں تک ہو سکے جلد سے جلد دوبارہ کرا دینا چاہیے۔ جب کہ اس کے لئے کوئی مناسب اور موزوں رشتہ مل جائے۔

ثلاثة یا علی لا تؤخرهن : الصلاة اذا انت ، و الجنازة اذا حضرت، و الایم اذا وجدت کفوا:

اے علی! تم تین چیزوں کو پیچھے مت کرو۔ نماز، جب کہ اس کا وقت آ جائے۔ جنازہ، جب وہ حاضر ہو جائے۔ اور بے نکاحی عورت (یا مرد) جب کہ اس کے لئے کوئی موزوں رشتہ مل جائے۔

یہ ایک عام ضابطہ ہے جس کے ذریعہ اسلامی معاشرہ میں تعمیری رجحانات پیدا کرنا اور معاشرتی رخنوں کو بند کرنا مقصود ہے۔ اور اس سلسلے میں دوسرا ضابطہ یہ ہے کہ رشتہ ازدواج کے لئے جہاں تک ہو سکے کنواری لڑکیوں اور دوشیزاؤں کو ترجیح دینی چاہیے۔ کیونکہ دوشیزاؤں میں نسائیت کے اعتبار سے جو خوبیاں ہوتی ہیں وہ شوہر دیدہ عورتوں میں نہیں ہوتیں۔ اور کنواری لڑکیوں کی ایک بہت بڑی صفت یہ بھی ہے کہ وہ زیادہ بچے پیدا کر سکتی ہیں، جو اسلام کا ایک اہم مقصد اور نشانہ ہے۔ جیسا کہ یہ بات متعدد حدیثوں سے ظاہر ہوتی ہے۔

علیکم بالابکار، فانهن اعذب افواها ، و انتق ارحاما ، و ارضی بالیسیر :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کنواری لڑکیوں کو اختیار کرو۔ کیونکہ وہ (شوہر دیدہ عورتوں کے مقابلے میں) زیادہ شیریں زبان، زیادہ بچے جننے والی اور (جنسی یا گھریلو آسائش کے اعتبار سے) تھوڑی سی چیز پر بھی راضی ہو جاتی ہیں۔

اس حدیث کو کچھ الفاظ کی کمی بیشی کے ساتھ بعض دیگر محدثین نے بھی روایت کیا ہے۔ چنانچہ معجم طبرانی (اوسط) میں حسب ذیل فقرہ کا اضافہ ملتا ہے:

و اقل خبا: اور وہ بہت کم فریب دینے والی ہوتی ہیں۔

یعنی چونکہ وہ الھڑ اور نا تجربہ کار ہوتی ہیں اس لئے ان میں دھوکا اور فریب نہیں پایا جاتا۔ بلکہ وہ اخلاقی اعتبار سے بھولی بھالی اور جنسی اعتبار سے گرمجوش ہوتی ہیں۔ جیسا کہ بعض دیگر روایات میں اس کی تصریح موجود ہے:

علیکم بالابکار النساء ' فلنهن اعنب افواها و اسخن جلودا : تم کنواری عورتوں کو پسند کرو - کیونکہ وہ شیریں زبان اور گرمجوش ہوتی ہیں -

علیکم بالجواری الشباب ' فلنهن اطیب افواها ' و اغر اخلاقا' و افتح ارحاما' الم تعلموا انی مکاثر :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نوجوان لڑکیوں سے نکاح کرو - کیونکہ وہ میٹھی گفتگو والی' عادات و اطوار میں بھولی بھالی اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی ہوتی ہیں - کیا تم نہیں جانتے کہ میں (قیامت کے دن اپنی امت کی کثرت پر) فخر کروں گا -

علیکم بالابکار فانکحوهن' فلنهن افتح ارحاما ' و اعنب افواها' و اغر غرة : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دوشیزاؤں سے نکاح کرو - کیونکہ ان کے رحموں کے منہ کھلے ہوئے ' ان کی زبانیں زیادہ میٹھی اور وہ بھولی بھالی ہوتی ہیں -

اس موقع پر یہ حقیقت بھی خوب اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ شوہر دیدہ عورتوں کے مقابلے میں کنواری لڑکیوں کا زیادہ بچے جننا کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے - لیکن تجربہ کے اعتبار سے چونکہ عمر رسیدہ عورتوں کے مقابلے میں کم سن لڑکیوں کے رحموں کی قوت حرارت یا شدت شہوت کی بنا پر نطفہ قبول کرنے کی صلاحیت زیادہ ہوتی ہے اس لئے کنواری لڑکیوں میں اس کے زیادہ امکانات رہتے ہیں - مگر یہ اسباب و عوامل خداوند عالم کے حکم کے بغیر اثرانداز نہیں ہوتے -

خیر و برکت والی عورتیں

عورت کی سعادت و خوش بختی محض یہی نہیں ہے کہ وہ دیندار اور صاحب اخلاق و کردار ہو - بلکہ اس کی سعادت و خوش بختی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کم سے کم بوجھ والی ہو - یعنی شادی بیاہ اور مہر وغیرہ کا بار بوجھ اس سے نکاح کرنے والے مرد پر کم سے کم پڑے - تاکہ فضول خرچی کو رواج پانے کا موقع نہ مل سکے - کیونکہ فضول خرچی اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے - اس اعتبار سے جو شادی جتنی زیادہ کفایت شعاری کے ساتھ انجام پائے اس میں اتنی ہی زیادہ خیر و برکت ہو گی -

اعظم النساء برکة ایسرهن مئو : برکت کے اعتبار سے عظیم تر عورتیں وہ ہیں جو بوجھ کے اعتبار سے زیادہ آسان ہوں -

اعظم النکاح برکته ایسره مئو : برکت کے لحاظ سے عظیم تر نکاح وہ ہے جو اخراجات کے لحاظ

سے زیادہ آسان ہو۔

خیرھن ایسرھن صداقا: بہترین عورتیں وہ ہیں جن کا مہر آسان (کم) ہو۔
اعظم النساء برکۃ ایسرھن صداقا: وہ عورتیں بڑی برکت والی ہیں جو آسان مہر والی ہوں۔
یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اظہار شان و شوکت یا نام و نمود کی خاطر فضول خرچی سے کام لینا اور بے دریغ پیسہ بہانا اسلام کی نظر میں نہ صرف معیوب ہے بلکہ یہ بات فساد تمدن کا بھی باعث ہے۔ اور پھر مال و دولت بھی اللہ کی ایک امانت ہے جس کا حساب کتاب انسان سے لیا جائے گا کہ اس نے اسے کن کن امور میں اور کس کس طرح خرچ کیا۔ لہٰذا اس بارے میں ہر شخص کو اپنی ذمہ داریاں نبھانی ہیں۔

وہ عورتیں جن سے نکاح حرام ہے

اس موقع پر ضروری معلوم ہوتا ہے کہ شرعی اعتبار سے محرمات کی بھی تھوڑی سی تشریح و تفصیل کر دی جائے۔ اور محرمات سے مراد وہ عورتیں ہیں جن سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی رو سے ایسی عورتیں جن سے نکاح حرام ہے حسب ذیل ہیں:

1۔ مائیں، ان میں دادیاں اور نانیاں بھی شامل ہیں۔
2۔ بیٹیاں، اور ان میں پوتیاں اور نواسیاں بھی شامل ہیں۔
3۔ سگی بہنیں۔
4۔ پھوپیاں اور خالائیں۔
5۔ سگی بھتیجیاں اور بھانجیاں۔
6۔ رضاعی ماں اور رضاعی بہن اور اسی طرح رضاعی بھتیجی اور بھانجی وغیرہ۔
7۔ ساس۔
8۔ اپنی مدخولہ بیویوں کی وہ لڑکیاں جن کی پرورش ایک باپ کی حیثیت سے کی گئی ہو۔
9۔ سگے بیٹے کی بیوی۔
10۔ دو سگی بہنوں کا بیک وقت نکاح میں رکھنا۔ اگر ایک بہن کے مرنے کے بعد دوسری سے نکاح کیا جائے تو پھر جائز ہے۔

محرمات کا یہ بیان سورہ نساء میں اس طرح آیا ہے۔

حرمت علیکم امھتکم و بنتکم و اخواتکم و عمتکم و خلتکم و بنت الاخ و بنت الاخت و امھتکم التی ارضعنکم و اخواتکم من الرضاعۃ و امھت نسائکم و ربائبکم التی فی حجورکم من نسائکم التی دخلتم بھن فان لم تکونوا دخلتم بھن فلا جناح علیکم و حلائل ابنائکم الذین من اصلابکم ۔ و ان تجمعوا بین الاختین الا ما قد سلف ۔ ان اللہ کان غفورا رحیما :

تم پر حرام کی گئیں تمہاری مائیں' بیٹیاں' بہنیں' پھوپیاں' خالائیں' بھتیجیاں' بھانجیاں' اور وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہے' اور تمہاری دودھ شریک بہنیں' تمہاری عورتوں کی مائیں اور ان کی وہ بیٹیاں (جو دوسرے شوہروں سے ہوں) جنہوں نے تمہاری گود میں پرورش پائی ہے اور جو تمہاری مدخولہ عورتوں سے ہیں ۔ ہاں اگر وہ مدخولہ (مجامعت شدہ) نہیں ہیں تو پھر ان پروردہ لڑکیوں سے نکاح کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں ہے ۔ اور تمہارے سگے بیٹوں کی بیویاں بھی (تم پر حرام ہیں) اور دو بہنوں کو ایک نکاح میں اکٹھا کرنا بھی حرام ہے ۔ مگر پہلے جو گزر چکا (وہ معاف ہے) ۔ اللہ یقیناً بخشنے والا اور مہربان ہے ۔ (نساء : 23)

اور حدیث نبوی کی صراحت کے مطابق کسی عورت اور اس کی سگی خالہ یا پھوپی سے بیک وقت نکاح کرنا بھی جائز نہیں ہے ۔

لا یجمع بین المراۃ و عمتھا' ولا بین المراۃ و خلتھا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک عورت اور اس کی پھوپی کو بیک وقت جمع نہیں کیا جا سکتا ۔ اسی طرح کسی عورت اور اس کی خالہ سے بھی بیک وقت نکاح نہیں کیا جا سکتا ۔

لا تنکح المراۃ علی عمتھا ولا علی خلتھا: کسی عورت سے اس کی پھوپی یا خالہ کی موجودگی میں نکاح نہیں کیا جا سکتا ۔

اس سلسلے میں ایک قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ کسی ایسی دو عورتوں کو ایک ہی وقت میں بذریعہ نکاح جمع کرنا حرام ہے جن میں سے اگر ایک کو مرد اور دوسری کو عورت فرض کیا جائے تو شرعی اعتبار سے ان دونوں کا آپس میں نکاح جائز نہ ہو سکتا ہو ۔ کیونکہ اس کی وجہ سے ان دونوں کے درمیان صلہ رحمی کا تعلق منقطع ہو جانے کی نوبت آ جاتی ہے ۔ چنانچہ اس سلسلے میں طبرانی میں ایک حدیث مذکور ہے :

فانکم اذا فعلتم ذلک قطعتم ارحامکم: اگر تم ایسا کرو گے تو اپنی باہمی رشتہ داریوں کو کاٹ کر رکھ دو گے ۔

نیز کسی بڑی عمر والی عورت کو اپنی کم سن بیوی کی سوکن بنانا یا اس کے برعکس کسی کم سن عورت

کو کسی بڑی عمر والی کی سوت بنانا بھی ممنوع ہے ۔

ولا تنکح الکبری علی الصغری ' ولا الصغری علی الکبری : بڑی عمر والی کو چھوٹی عمر والی کی موجودگی میں بیاہ کرکے نہیں لانا چاہئے ۔ اور اسی طرح چھوٹی عمر والی کو بڑی عمر والی کی موجودگی ہیں بیاہ کرکے لانا بھی ٹھیک نہیں ہے ۔

اسی طرح رضاعی (دودھ میں شرکت کے) لحاظ سے بھی وہ تمام رشتے حرام ہیں جو نسبی اعتبار سے حرام ہیں ۔

الرضاعۃ تحرم ما تحرم الولادۃ : رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دودھ پینے سے وہ سب رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہوتے ہیں ۔

ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ اپنے چچا حمزہ کی لڑکی سے نکاح کیوں نہیں کرتے؟ تو آپ نے فرمایا کہ وہ میری رضاعی بھتیجی بھی ہے ۔

انھا ابنۃ اخی من الرضاعۃ : وہ میرے دودھ شریک بھائی کی بیٹی ہے ۔

نیز اسی طرح آپ نے بطور ایک ضابطہ فرمایا کہ کسی کے لئے رضاعی بھتیجی یا رضاعی بھانجی سے نکاح کرنا حلال نہیں ہے ۔

لا تحل بنت الاخ ولا بنت الاخت من الرضاع ۔

قرآن مجید کی مذکور بالا آیت میں جن "ربائب" یعنی گود میں پرورش پائی ہوئی لڑکیوں کا تذکرہ موجود ہے اس کی تشریح و تفسیر حدیث نبوی میں اس طرح آئی ہے ۔

ایما رجل نکح امراۃ فدخل بھا فلا یحل لہ نکاح ابنتھا ۔ و ان لم یکن دخل بھا فلینکح ابنتھا ۔ و ایما رجل نکح امراۃ فدخل بھا اولم یدخل بھا فلا یحل لہ نکاح امھا :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اور اس سے مجامعت بھی کر چکا تو اب اس عورت کی لڑکی (جو اس کے دوسرے خاوند سے ہو) اس کے لئے حلال نہیں رہی ۔ اور اگر ابھی مجامعت نہیں کی (بلکہ نکاح کے بعد مجامعت سے پہلے کسی وجہ سے طلاق ہو گئی ہو تو) پھر وہ اس لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے ۔ اور جس شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا تو اس کی ماں اس کے لئے (ہمیشہ کے لئے) حرام ہو گئی ' خواہ اس نے مجامعت کی ہو یا نہ کی ہو ۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جو عورت ایک مرتبہ ساس بن جاتی ہے تو اس سے نکاح از روئے قرآن ہمیشہ کے لئے حرام ہو جاتا ہے ۔ یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے ۔

اذا نکح الرجل المراۃ ثم طلقھا قبل ان یدخل بھا فلہ یتزوج ابنتھا' و لیس لہ ان یتزوج امھا :

جب ایک شخص کسی عورت سے نکاح کرتا ہے پھر (کسی وجہ سے) مباشرت سے پہلے اسے طلاق دے دیتا ہے تو وہ اس کی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے۔ مگر اس کی ماں سے نکاح نہیں کر سکتا۔
واضح رہے یہ احادیث عام ہیں اور ان میں گود میں پرورش پائی ہوئی اور نہ پائی ہوئی ہر قسم کی لڑکیاں شامل ہیں۔

غیر مسلم عورتوں سے نکاح

اب جہاں تک غیر مسلم عورتوں سے نکاح کا سوال ہے تو اس میں تھوڑی سی تفصیل ہے۔ وہ یہ کہ حسب ذیل حکم ربانی کی رو سے کسی کافر یا مشرک مرد یا عورت سے کسی مسلمان مرد یا عورت کا نکاح کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے' جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔

ولا تنکحوا المشرکت حتی یومن ۔ ولامتہ موںنتہ خیر من مشرکتہ ولو اعجبتکم ولا تنکحوا المشرکین حتی یومنوا ۔ ولعبد مومن خیر من مشرک ولو اعجبکم :

تم مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں ۔ بے شک ایک ایماندار لونڈی ایک مشرک عورت سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں فریفتہ کر دے ۔ اور اسی طرح (اپنی عورتوں کی) مشرک مردوں سے بھی مت بیاہو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں ۔ بیشک ایک مومن غلام ایک مشرک سے بہتر ہے اگرچہ وہ بہت بھاتا ہو۔ (بقرہ : 221)

ہاں البتہ اہل کتاب (یہود و نصاریٰ کی) عورتوں سے مسلمان مردوں کا نکاح جائز ہو سکتا ہے۔ مگر کسی مسلمان عورت کا نکاح اہل کتاب مرد سے نہیں ہو سکتا ۔ مگر اس سلسلے میں ایک شرط یہ بھی ہے کہ ایسی "کتابی" عورتیں پاک دامن ہوں' بدکار یا فاحشہ نہ ہوں ۔ اور دوسری شرط یہ ہے کہ ایسی عورتوں کا مہر ادا کر کے علی الاعلان ان سے نکاح کیا جائے' خفیہ تعلقات قائم نہ کئے جائیں ۔

و المحصنت من المومنت و المحصنت من الذین اوتوا الکتب من قبلکم اذا اتیتموھن اجورھن محصنین غیر مسفحین ولا متخذی اخدان :

اور تمہارے لئے پاک دامن مسلمان عورتیں حلال ہیں ۔ اور وہ پاک دامن عورتیں بھی جو تم سے پہلے والے اہل کتاب میں سے ہوں ۔ جب کہ تم ان کے مہر انہیں دے دو ۔ اور اس سے تمہارا

مقصود قید نکاح میں آنا ہو، نہ کہ بدکاری کرنا یا خفیہ آشنائی قائم کرنا۔ (مائدہ: 5)
لفظ محصنات: محصنۃ کی جمع ہے، جس کے دو معنی منقول ہیں۔ (1) پاک دامن عورت (2) آزاد عورت (لونڈی کے مقابلے میں)۔ اور اس اختلاف کی بنا پر بعض فقہی اختلافات بھی پیدا ہو گئے ہیں۔ مگر جہاں تک "کتابی" عورتوں سے نکاح کا تعلق ہے اس کی اباحت اس آیت کریمہ کی رو سے ثابت ہے۔ اور احادیث و آثار سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

نتزوج نساء اهل الکتاب ولا یتزوجون نساءنا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کر سکتے ہیں۔ مگر وہ ہماری عورتوں سے نکاح نہیں کر سکتے۔

عن عمر قال: المسلم یتزوج النصرانیۃ، ولا یتزوج النصرانی المسلمۃ: حضرت عمر نے فرمایا کہ ایک مسلمان عیسائی عورت سے شادی کر سکتا ہے مگر کوئی عیسائی کسی مسلمان عورت سے بیاہ نہیں کر سکتا۔

روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت عثمان نے نائلہ سے نکاح کیا تھا جو ایک نصرانی عورت تھیں۔ اسی طرح حضرت طلحہ بن عبید اللہ نے ایک یہودی عورت سے نکاح کیا تھا۔

مگر حضرت عمر صحابہ کرام کے لئے کتابی عورتوں سے نکاح کو سخت ناپسند کرتے تھے۔ کیونکہ اس کی وجہ سے نہ صرف مختلف قسم کے فتنوں میں پڑنے کا اندیشہ تھا بلکہ صحابہ کرام کا عمل عوام کے لئے قابل تقلید بن جانے کا بھی خدشہ تھا۔ اسی بنا پر آپ صحابہ کرام کو اس سے منع فرمایا کرتے تھے۔

عن قتادۃ ان حذیفہ نکح یهودیہ، فقال عمر: طلقها فانها جمرۃ۔ قال احرام هی؟ قال لا، ولکنی اخاف ان تطیعوا المومسات منهن:

قتادہ سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہ نے ایک یہودی عورت سے نکاح کیا تو حضرت عمر نے فرمایا کہ اسے طلاق دے دو کیونکہ وہ ایک انگارہ ہے۔ حذیفہ نے پوچھا کہ کیا وہ حرام ہے؟ تو آپ نے فرمایا نہیں، لیکن مجھے ڈر ہے کہ تم لوگ ان میں کی بدکار عورتوں کی فرمانبرداری کرنے لگو گے۔

اس کی مزید تفصیل ایک دوسری روایت میں اس طرح منقول ہے کہ حضرت عمر نے حضرت حذیفہ بن یمان کو خط لکھا جو کوفہ میں تھے اور جنہوں نے ایک کتابی عورت سے نکاح کیا تھا کہ تم اسے چھوڑ دو، یعنی طلاق دے دو۔ کیونکہ تم مجوسیوں کے ملک میں رہتے ہو۔ اور اس بنا پر مجھے خوف ہے کہ ناواقف لوگ کہنے لگیں گے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ساتھی نے ایک کافر عورت سے نکاح کر لیا ہے۔ اور اس بنا پر وہ اللہ کی عطا کردہ رخصت کو (پوری طرح) حلال تصور کرتے

ہوئے مجوسی عورتوں سے بیاہ کرنے لگیں گے - اس پر حضرت حذیفہ نے اس عورت سے کنارہ کشی اختیار کر لی -

یہ حضرت عمر کی ایک مومنانہ فراست اور دور اندیشی تھی کہ آپ ہر چیز کے عواقب و نتائج پر نظر رکھتے ہوئے صحیح فیصلے کیا کرتے تھے -

اس موقع پر عقلی اعتبار سے ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک مسلمان مرد کو ایک کتابی عورت سے نکاح کرنے کی اجازت کیوں ہے' مگر اس کے برعکس ایک غیر مسلم کو کسی مسلمان عورت سے نکاح کرنے کی اجازت کیوں نہیں ہے ؟ تو اس کا جواب حضرت ابن عباس کی زبانی سنئے - چنانچہ اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں -

ان اللہ عز و جل بعث محمدا صلی اللہ علیہ وسلم بالحق لیظھرہ علی الدین کلہ - فدیننا خیر الادیان' و ملتنا فوق الملل ' و رجالنا فوق نسائھم' ولا یکون رجالھم فوق نسائنا :

اللہ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دین حق دے کر بھیجا تاکہ وہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے - لہٰذا ہمارا دین سب سے بہتر دین ہے - ہماری ملت دوسری ملتوں سے برتر ہے - اور ہمارے مرد دیگر مذاہب کی عورتوں پر فوقیت رکھتے ہیں - مگر دوسرے مذاہب کے مرد ہماری عورتوں پر فوقیت نہیں رکھتے -

حاصل یہ کہ ایک مسلمان مرد کے لئے ایک کتابی عورت (عیسائی یا یہودی) سے نکاح کرنے کی اگرچہ شرعاً اجازت ضرور ہے' مگر یہ چیز ضرورت ہی کے تحت ہونی چاہئے - کیونکہ اس کی وجہ سے فتنوں میں پڑنے کا امکان زیادہ رہتا ہے - اس لئے جہاں تک ممکن ہو سکے اس سلسلے میں احتیاط ضروری ہے -

امام سرخسی نے بھی اس بارے میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ایک قول نقل کرتے ہوئے کراہت کا تذکرہ کیا ہے - اگرچہ یہ بات اصلاً جائز ہے -

غرض حضرت شاہ ولی اللہ کی تصریح کے مطابق اہل علم کے نزدیک مشرک یا مجوسی عورت سے نکاح جائز نہیں ہے - ہاں البتہ کتابی عورت سے نکاح جائز ہے -

امام ابن تیمیہ نے تحریر کیا ہے کہ یہ جمہور سلف و خلف اور ائمہ اربعہ کا مسلک ہے -

الحاج ابراہیم یوسف باوا صاحب (برطانیہ)

اللہ و رسولؐ کی محبت و اطاعت

میرا دعویٰ اور چیلنج ہے کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے محبت اور اطاعت کر ہی نہیں سکتا جب تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے والہانہ محبت نہ ہو اور آپ کی کامل اطاعت نہ کرے اور آپ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت مشکل بلکہ ناممکن ہے جب تک اس کے لیے تن من دھن کی بازی اور ہر طرح کی قربانی نہ دی جائے۔ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے والے دعویداروں کو کلام اللہ شریف میں خود اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝
(سورۃ آل عمران: ۳۱)

(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

ف :۔ اس آیت شریفہ میں چند باتیں قابلِ غور ہیں:۔

(۱) خود اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرما رہا ہے کہ آپ ہماری طرف سے لوگوں کو فرما دیں یعنی اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ ہماری طرف سے لوگوں کو یہ پیغام سُنا دیں۔ (اس سے بات کی اہمیت کا خوب پتہ چلتا ہے۔)

(۲) اگر تم صحیح معنوں میں دل کی گہرائی اور اخلاص سے اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا دعویٰ کرتے ہو تو اس کے لیے پہلی شرط یہ ہے کہ تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کامل طور پر اتباع و اطاعت کرو گے اور جب تم اس دعویٰ میں سچے پائے گئے اور اپنے قول کو عمل سے ثابت کرنے لگو تو پھر.........

(۳) اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ میں تم سے محبت کرنے لگوں گا۔ یہ کسی بندہ یا ایرے غیرے کی بات نہیں ہے کہ زبان کچھ کہے اور دل کچھ کہے، ہمارا فیصلہ اٹل اور بالکل سچی پکی بات ہے کہ تمہارے اتباع و اطاعتِ رسولؐ

پر میں خود تم سے محبت کرنے لگوں گا اور جب اللہ تعالیٰ ہی کسی سے محبت کرنے لگیں تو یہ خوشخبری سن لو کہ...

(۴) تمہارے "سب" گناہوں کو معاف کر دیا جائے گا۔ (جمہور علماء فرماتے ہیں کہ یہاں صغیرہ گناہوں کی معافی کا وعدہ ہے، گناہ کبیرہ کے لیے تو یہ شرط ہے اور یہ کہ حقوق العباد کا ادا کرنا لازم ہے لیکن کیا عجب ہے کہ پروردگار اپنے پیارے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے میں گناہ کبیرہ بھی معاف فرما دے اور مظلوم کو نعمتیں دے کر اس کو راضی کر دے۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ نہ توبہ و استغفار کرے اور نہ حق والوں کا حق ادا کرنے کی سعی کرے، یہ چوری اور سینہ زوری کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ڈرنا چاہیئے۔ اللہ پاک نے محض اپنے فضل و کرم سے مزدلفہ کی صبح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کیلئے کی گئی دعائے مغفرت قبول فرما کر امت کی مغفرت فرما دی حضرت حکیم الامۃ مولانا تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ :-

"اس حدیث کا یہ مطلب نہیں کہ حقوق العباد علی الاطلاق بلا سزا معاف ہو جاویں گے اور نہ یہ مطلب ہے کہ خاص حج کرنے سے بغیر سزا معاف ہو جاویں گے بلکہ قبل اس دعا کے قبول ہونے کے دو احتمال ہیں۔ ایک یہ کہ حقوق العباد کی سزا میں جہنم میں ہمیشہ رہنا پڑے، دوسرا یہ کہ گو جہنم میں ہمیشہ رہنا نہ ہو لیکن سزا ضرور ہو۔ اب اس دعا کے قبول ہونے کے بعد دو وعدے ہو گئے (۱) یہ کہ سزا کے بعد کبھی نہ کبھی ضرور نجات ہو جاوے گی (۲) یہ کہ بعض بدون سزا بھی اس طور پر نجات ہو جاوے گی کہ مظلوم کو نعمتیں دے کر اس سے راضی نامہ دلوایا جاوے گا۔"

(حیوٰۃ المسلمین صفحہ ۱۲۳)

(۵) (ہاں سن لو!) اللہ تعالیٰ بڑا معاف کرنے والا اور بڑے عنایت فرمانے والا ہے۔

محبت کی تشریح

محبت بندہ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان ایک مخفی چیز ہے۔ بخار کی حرارت معلوم کرنے کی ڈگری مل جائے گی، دودھ میں پانی کی مقدار جاننے کی ڈگری حاصل ہو سکتی ہے لیکن محبت معلوم کرنے کے لیے نہ کوئی ڈگری ہے نہ کوئی اور آلہ، محبت دل کی گہرائی کی چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس آیت شریفہ میں محبت کے دعویداروں سے فرمایا گیا ہے کہ اگر تمہارے دل میں اخلاص ہے اور حقیقتاً تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو پھر اس کی پہچان اور علامت یہ ہونی چاہیئے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اتباع اور اطاعت کرو اور پھر جب تم اس کسوٹی اور امتحان میں کامیاب ہو نکلے تو پھر تمہارے لیے خوشخبری دی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ خود تم سے محبت کرنے لگیں گے اور پھر گناہوں کی معافی کا وعدہ کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی محبت کا ایک واقعہ

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ :-

"حضرت عطارؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک بازار میں گیا، وہاں ایک باندی فروخت ہو رہی تھی، جو دیوانی بتائی جا رہی تھی، میں نے سات دینار میں وہ خرید لی اور اپنے گھر لے آیا، جب رات کا کچھ حصہ گذرا تو میں نے دیکھا کہ وہ اٹھی، وضو کیا اور نماز شروع کر دی اور نماز میں اس کی یہ حالت تھی کہ روتے روتے اس کا دم نکلا جاتا تھا، نماز کے بعد اُس نے مناجات شروع کی اور کہنے لگی اے میرے معبود آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم! مجھ پر رحم فرما، میں نے (یہ سن کر) اس سے کہا کہ اس طرح نہ کہو بلکہ یوں کہو کہ مجھے تجھ سے محبت رکھنے کی قسم! یہ سُن کر اس کو غصہ آگیا اور کہنے لگی قسم ہے اُس ذات (اللہ) کی کہ اگر اس کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تجھے میٹھی نیند نہ سُلاتا اور مجھے یوں کھڑا نہ رکھتا، پھر اوندھے منہ گر گئی اور چند اشعار پڑھ کر بلند آواز سے یہ دعا کی: یا اللہ! میرا اور آپ کا معاملہ اب تک پوشیدہ تھا، اب مخلوق کو خبر ہو چلی، اب مجھے اٹھا لیجئے، یہ کہہ کر زور سے ایک چیخ ماری اور مر گئی۔" (فضائل نماز ص ۶۱، اس مبارک کتاب میں اور بھی کئی ایسے واقعات درج ہیں)

تُو وہ داتا ہے کہ دینے کے لیے
دَر تیری رحمت کے ہیں ہر دم کھُلے

ایک جگہ ارشادِ ربانی ہے :-

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝ (سورۃ ۷۱)	اور جو شخص خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بے شک بڑی مراد پائے گا۔

ف :- انسان کی سب سے "بڑی" کامیابی یہ ہے کہ ایمانی زندگی اور موت نصیب ہو، دین و دنیا کی تمام تر فلاح و بہبودی حاصل ہو، مرنے کے بعد ہر منزل میں اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شامل ہو، اللہ تعالیٰ کی رضامندی و خوشنودی عطا ہو اور بروزِ قیامت نجات ہو اور اللہ پاک اپنے فضل و کرم سے جنت عنایت فرما دے۔ اور ان تمام نعمتوں کو حاصل کرنے کا ذریعہ یہ ہے کہ انسان اللہ اور رسول کی اطاعت کرے۔

دوسری آیت شریفہ میں ہے :-

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ۝ (سورۃ ۴۷)	مومنو! خدا کا ارشاد مانو اور پیغمبر کی فرمانبرداری کرو اور اپنے عملوں کو ضائع نہ ہونے دو۔

قومی خدمت ایک عبادت ہے

اور

سروس انڈسٹریز اپنی صنعتی پیداوار کے ذریعے

سال ہا سال سے اس خدمت میں مصروف ہے

جناب احسان اللہ فاروقی قطر

عظمتِ دینِ اسلام

(اسلام ایک نظریاتی سپر پاور ہے)

انسان کو ایک عقیدہ یا نظامِ فکر کی ضرورت ہے جو اس کے اندرونی تقاضے کا جواب ہو، جو اس کی زندگی کی تشریح کرے، جس سے وہ اپنی عملی زندگی میں رہنمائی لے سکے۔ عام مذاہب انسان کے لیے ایسے نظامِ فکر فراہم کرنے میں ناکام ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ مذاہب تحریف کی بناء پر اپنی واقعی حیثیت کو کھو چکے ہیں، ان کے اور انسانی فطرت کے درمیان مطابقت باقی نہیں رہی ہے وہ زندگی کے معاملات میں صحیح رہنمائی کرنے سے قاصر ہیں، اسی بناء پر آج کی تعلیم یافتہ دنیا نے ان تصوراتی مذاہب کو رد کر دیا ہے۔ سائنس کے ظہور کے بعد جدید انسان نے یہ سمجھا کہ سائنس اس کو وہ فکری بنیاد دے سکتی ہے جس پر وہ کھڑا ہو سکے۔ مگر یہاں ایک اور مسئلہ اس کے لیے رکاوٹ بن گیا۔ سائنس میں بھی انسان اپنے لیے مطلوبہ فکری بنیاد نہ پا سکا۔ سائنس نے انسان کو عالمِ فطرت کی دریافت میں مدد دی۔ یہ عالمِ فطرت جو اس نے دریافت کیا وہ بے حد بامعنی ہے۔ اس میں نظم تھا، اس میں ڈیزائن تھا۔ اس میں منصوبہ بندی تھی مگر دوبارہ سائنس کی ایک کمی سائنس اور انسان کے درمیان حائل ہو گئی۔ انسان یہاں بھی اپنے مطلوب نظامِ فکر کو حاصل کرنے میں ناکام رہا، سائنس کی کمی یہ تھی کہ اس نے صرف "کیا ہے" کے بارہ میں بتایا ہے۔ "کیوں ہے" کے بارہ میں وہ انسان کو کچھ نہ بتا سکی۔ گویا سائنس انسان کو اچھی مشین تو دیتی ہے مگر وہ یہ نہیں بتاتی۔ کہ اس اعلیٰ مشین کا صانع (MAKER) کون ہے۔ اس مسئلہ کا حل مذہب کے پاس تھا مگر جدید انسان مذہب کو پہلے ہی رد کر چکا تھا۔ انسان ایک توجیہہ پسند حیوان (EXPLANATION SEEKING ANIMAL) ہے وہ ہر واقعہ کی توجیہ چاہتا ہے۔ سائنس آدمی کی اس توجیہ کو پورا نہیں کرتی وہ واقعہ کی نشاندہی کرتی ہے مگر وہ واقعہ کی توجیہہ نہیں بتاتی۔ وہ انسان کو ایک ایسی کائنات سے متعارف کراتی ہے جس میں ڈیزائن اور پلان ہے مگر وہ انسان کو اس کے ڈیزائنر اور اس کے پلانر کے بارہ میں کوئی خبر نہیں دیتی۔ اس کے بعد قدرتی طور پر ایسا ہوتا ہے کہ انسان مطمئن ہونے کے بجائے حیرانی میں پڑ جاتا ہے۔ اس کی سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ ایک ایسی ڈیزائن کیسے یہاں موجود ہے جس کا کوئی ڈیزائنر نہیں۔ ایک ایسا پلان کیسے یہاں پایا جاتا ہے۔ جس کا کوئی پلان نہیں۔ سائنس کی دریافت کردہ دنیا کی یہی کمی ہے جس کی بناء پر البرٹ آئن سٹائن سے لے کر ہاکنگ تک تمام سوچنے والے دماغ یہ محسوس کرتے رہے ہیں کہ کائنات میں بہت سے ایسے پہلو ہیں جن کو سمجھنا انتہائی حد تک دشوار ہے اس فکری مشکل کو شروڈنگر نے اپنے الفاظ

میں اس طرح بیان کیا ہے۔ کہ فطرت کے بارہ میں سب سے زیادہ ناقابل فہم بات یہ ہے کہ وہ قابل فہم ہے سائنس کے بعد دوسری چیز مذہب ہے مگر غیر قوموں کے پاس جو مذہب ہے۔ وہ (اسلام کے سوا) سب کا سب محرف ہے اس لیے وہ انسانی فطرت کو اپیل نہیں کرتا۔ سائنس اس بنا پر انسان کو فکری بنیاد نہ دے سکی کہ وہ نامکمل تھی اور اس کا مذہب اس بنا پر اس کو فکری بنیاد دینے میں ناکام ہے کہ وہ محرف ہے۔ یہاں انسانیت کی امید صرف ایک ہے اور وہ اسلام ہے۔ آج اسلام ہی ایک ایسا نظام فکر ہے۔ جو انسان کی تمام ضرورتوں کو پورا کرتا ہے وہ ایسا مذہب ہے جس میں کوئی تحریف نہیں۔ وہ ایسا علم ہے جو سچی سائنس کے تمام پہلوؤں کو اپنے اندر بیٹھے ہوئے ہے دین اسلام کا ٹکراؤ نہ انسانی فطرت سے ہے اور نہ حقیقی علم سے، آج کا انسان محرف مذہب اور نامکمل سائنس کی دوطرفہ مشکل کے درمیان جی رہا ہے ان حالات میں انسان کی مشکل کا جواب صرف ایک ہے اور وہ دین اسلام ہے اگر اسلام کو وقت کی زبان اور وقت کے اسلوب میں پیش کیا جائے تو آج کا انسان دوڑ کر اس کو لے لے گا کیونکہ اس کی روح آج سب سے زیادہ اس کی تلاش میں ہے آپ دیکھئے موجودہ زمانہ میں بڑی طاقتوں کا بہت چرچا ہے بڑی طاقت ہونا سب سے بڑی چیز سمجھا جاتا ہے مگر بڑی طاقت کے نام سے لوگ صرف دو قسم کی طاقت کو جانتے ہیں۔ ایک اقتصادی سپر پاور جو آجکل جاپان کو حاصل ہے۔ دوسرے فوجی سپر پاور جو خلیج کی جنگ ۱۹۹۱ء کے بعد امریکہ کو حاصل ہوگئی ہے، مگر خدا کی دنیا میں ایک اور امکان موجود ہے جو ان دونوں سے بھی زیادہ بڑی حیثیت رکھتا ہے اور وہ ہے نظریاتی سپر پاور (IDEOLOGICAL SUPER POVER) بننا یعنی آدمی کے پاس ایک ایسا نظریہ ہو جو دلوں کو اپیل کرے، جو ذہن کو اس کے تمام سوالات کا جواب دے۔ جو فطرت کے تقاضوں کے عین مطابق ہو، جس انسان یا گروہ کے پاس اس قسم کا نظریہ ہو، وہ کسی مادی زور کے بغیر صرف اپنی نظریاتی قوت کے ذریعہ قوموں کو مسخر کر سکتا ہے۔ وہ ظاہری طاقت کے بغیر سب سے بڑی طاقت بن سکتا ہے خدا کا دیا ہوا دین اسلام کائنات کی سب سے بڑی طاقت ہے۔ خدا کا دین تمام فکری مسائل کو حل کرتا ہے وہ انسان کی اندرونی طلب کا صحیح ترین جواب ہے۔ وہ انسان کو اس کے مقصد حیات سے آشنا کراتا ہے جو انسان خدا کے دین کو پالے وہ محسوس کرتا ہے کہ اس نے سب کچھ پالیا۔ اب اس کو کچھ اور پانے کی ضرورت نہیں۔ خدا کے تمام پیغمبر یہی دین لے کر آئے مگر پچھلے پیغمبروں کی تعلیمات اپنی اصل صورت میں باقی نہ رہیں۔ انسانی آمیزش نے اس کو محرف دین بنا دیا۔ اب زمین کے اوپر صرف ایک دین اسلام ہے جس کو خدا کا "الدین" ہونے کی حیثیت حاصل ہے اور وہ پیغمبر آخرالزمان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین ہے آپ کا دین قرآن وسنت کی صورت میں آج بھی پوری طرح محفوظ ہے اس اعتبار سے نظریاتی سپر پاور بننے کا موقع اب ایک ایسا ایڈوانٹیج ہے۔ جو کسی بھی دوسرے مذہب کو جاننے والوں کو حاصل نہیں۔ تاریخ کا تجربہ نظریہ کی فوقیت کو ظاہر کرتا ہے تاریخ بتاتی ہے کہ نظریہ نہ صرف ایک طاقت ہے بلکہ وہ سب سے بڑی طاقت ہے۔ دولت اور طاقت کا بڑا ذخیرہ جمع کرنے کے باوجود جاپان عالمی سطح پر وہ اہمیت حاصل نہ کر سکا جو بظاہر اسے حاصل کرنا چاہیئے اس کی وجہ یہ ہے

کہ جاپان کے پاس اقتصادی طاقت ہے مگر جاپان کے پاس نظریہ نہیں ہے۔ یہی بات ہے جو امریکی ہنکر مرفی نے اس طرح
کہی کہ جاپان ایک سوسائٹی ہے جس کی طاقت بغیر مقصد کی ہے جاپان کے پاس دنیا کو دینے کے لیے کوئی چیز نہیں۔سوا اپنے
بارہ میں انوکھے پن کے ایک تصور کے، سیاسی طاقت یا فوجی طاقت بظاہر بہت بڑی چیز معلوم ہوتی ہے مگر حقیقت یہ
ہے کہ نظریہ کی طاقت اس سے بھی بڑی ہے۔ مادی طاقت نظریہ کے بغیر بے حقیقت ہے جب کہ نظریہ کا معاملہ یہ ہے کہ
وہ مادی طاقت کے بغیر بھی ناقابل تسخیر طاقت کی حیثیت رکھتا ہے جس گروہ کے پاس ایک نظریہ ہو جو انسانوں کو ایک اعلیٰ
مقصد کا تصور دے سکتا ہو وہ سب سے بڑی چیز کا مالک ہے وہ خود اپنی بنیاد پر کھڑا ہو سکتا ہے، وہ ہر چیلنج کا مقابلہ کرکے
آگے بڑھ سکتا ہے نظریہ دوسری چیزوں پر قیادت کرتا ہے۔ دوسری سب چیزیں نظریہ کے اوپر قائد نہیں بن سکتیں۔
دین اسلام کی صداقت کا ایک ناقابل انکار ثبوت یہ ہے کہ اسلامی انقلاب سے جو نظامات وجود میں آئے۔ وہ ہمیشہ انسانیت
کے لیے مفید ثابت ہوئے۔ اور غیر اسلامی انقلاب سے جو نظامات وجود میں آئے۔ وہ ہمیشہ انسانیت کے لیے مضر ثابت
ہوئے مثلاً جدید آزاد دنیا میں سائنس، جمہوریت، شہری آزادی وہ چیزیں ہیں جو اسلامی انقلاب کے نتیجہ میں پیدا ہوئی تھیں
یہ چیزیں انسانیت کے لیے خیر ثابت ہوئیں۔ اگرچہ غلط استعمال کی بناء پر ان سے انسانیت کو بعض نقصانات بھی پہنچے۔
مگر اصولی اعتبار سے یہ چیزیں سراپا خیر تھیں۔ اس کے برعکس نیشنلزم، کمیونزم، نازی ازم وغیرہ وہ نظامات ہیں جو غیر
اسلامی فکر اور غیر اسلامی انقلاب کے نتیجہ میں ظہور میں آئے۔ یہ چیزیں انسانیت کے لیے سراپا شر ثابت ہوئیں۔ ان کا
معاملہ یہ ہے کہ ان کو جتنا زیادہ کامل صورت میں نافذ کیا جائے۔ اتنا ہی زیادہ ان کا نقصان بڑھتا چلا جائے گا۔ ان کے نقصان
میں اگر کچھ کمی ہوگی تو صرف اس وقت جبکہ انہیں ناقص صورت میں نافذ کیا گیا ہو۔ آپ پھلدار درخت بوئیں۔ تو اس سے
ہمیشہ پھل ہی ملے گا۔ اگر آپ کانٹے دار درخت بوئیں تو اس سے ہمیشہ کانٹے نکلیں گے۔ یہی اسلام اور غیر اسلام کا معاملہ ہے
اسلام کا جزء یا کل جب بھی زندگی میں رائج کیا جائے گا وہ زندگی میں تعمیری نتیجے پیدا کرے گا اور غیر اسلام کو جب بھی رائج
کیا جائے گا وہ زندگی میں اپنے تخریبی نتیجے دکھائے گا۔ خواہ اس کو جزئی طور پر رائج کیا گیا ہو یا کلی طور پر۔
موجودہ زمانہ میں انسان نے فطرت کے مطالعہ سے جو چیزیں دریافت کیں اور جو صنعتی تمدن بنایا وہ قدرت کی نشانیاں
تھیں۔ اپنی اصل حقیقت کے اعتبار سے ان کی حیثیت خدا کی نعمت کی تھی مگر موجودہ زمانہ میں انسان کی ذہنی تشکیل کے
لیے جو نظریات ظہور میں آئے۔ وہ انسان کے اپنے دماغ کی پیداوار تھے اس طرح جدید دور ایک تضاد میں مبتلا ہو گیا۔ ذرائع
کے اعتبار سے اس کے پاس خدائی ذرائع تھے مگر انسان کے اعتبار سے غیر خدائی انسان۔
دین اسلام اس تضاد کو ختم کرنے والا ہے اسلام خدا کی طرف سے آیا ہوا دین اسلام ہے انسان کو اسلامی فکر پر بے
کرنا گویا اس کو خدائی انسان بنانا ہے اسلام کے پھیلنے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ذرائع خدائی ہیں اس طرح انسان بھی
خدائی ہو جائیں اس تضاد کو ختم کرنے ہی میں انسانی فلاح کا راز چھپا ہوا ہے اسلام آدمی کے فطری تقاضے کا جواب ہے

Safety MILK
THE MILK THAT
ADDS TASTE TO
WHATEVER
WHEREVER
WHENEVER
YOU TAKE
YOUR SAFETY
IS OUR Safety MILK

حضرت مولانا مدرار اللہ مدرار نقشبندی مردان

تحقیقِ ربوٰا

قرآن و حدیث کی روشنی میں

سُود کی حُرمت اور مسئلہ سُود کی توضیح قطعی اور بدیہی ہے۔ اس موضوع پر عالمِ اسلام میں لکھا جانے والا لٹریچر ایک مستقل کتب خانہ ہے، مگر اس کے باوجود اربابِ حکومت بالخصوص وزیرِ خزانہ و اقتصادی امور سردار آصف احمد علی کی خرافات نے پھر سے فضا کو مکدر کر دیا ہے درپیں حالات ذیل کا مقالہ مزید اتمامِ حُجت ہو گا ـــــــ (ادارہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْد

ربوٰا کا ذکر قرآن کریم کی گیارہ آیتوں میں آیا ہے جس کی تفصیل یہ ہے: سات آیتیں سورۂ بقرہ میں، ایک آیت سورۂ آلِ عمران میں، دو آیتیں سورۃ النساء میں اور ایک آیت سورۃ الروم میں ہے۔ جن کی تفصیل پیش کرنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ربوٰ کا لغوی مفہوم بیان کیا جائے۔ امام جصاصؒ نے "احکام القرآن" میں ربوٰ کے معنی یہ بیان فرمائے ہیں:۔

هُوَ الْقَرْضُ الْمَشْرُوْطُ فِیْهِ الْاَجَلُ وَزِیَادَةُ مَالٍ عَلَی الْمُسْتَقْرِضِ۔

ربوٰ وہ قرض ہے جس میں کسی میعاد کے لیے اس شرط پر قرض دیا جائے کہ قرض دار اس کو اصل مال سے زائد کچھ رقم ادا کرے گا۔

اور ابن العربی نے "احکام القرآن" میں فرمایا:۔

اَلرِّبٰو فِی اللُّغَةِ الزِّیَادَةُ وَالْمُرَادُ بِهٖ فِی الْاٰیَةِ کُلُّ زِیَادَةٍ لَا یُقَابِلُهَا عِوَضٌ۔ (جلد ۱ صفحہ ۱۰۱)

ربوٰ کے معنی اصل لغت میں زیادتی کے ہیں اور آیت میں اس سے مراد وہ زیادتی ہے جس کے عوض میں کوئی مال نہ ہو، بلکہ محض اُدھار اس کی میعاد ہو)

اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانے میں عربوں میں یہ دستور تھا کہ وہ اپنا مال بطور قرض کسی کو مُعین میعاد کے لیے دیتے تھے اور ہر مہینہ اس کا نفع یعنی سُود لیتے تھے اور اگر معین میعاد پر ادائیگی نہ کر سکا تو میعاد اور بڑھا دی جاتی بشرطیکہ وہ سُود کی رقم اور بڑھا دیتے، یہاں تک کہ سُود کی رقم "اَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً" یعنی دوگنی سہ گنی ہو جاتی۔ بالفاظِ دیگر عرب جاہلیت میں مُفرد اور مرکب سُود دونوں کا رواج تھا، اس سودی کاروبار نے عرب کے غریب بلکہ متوسط طبقے کو بھی گوناگوں مشکلات و مصائب میں مبتلا کر دیا تھا۔ یہی حالات تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی متعدد آیاتِ کریمہ نازل فرمائیں جن میں پوری وضاحت و صراحت کے ساتھ ربٰو کو حرام قرار دیا گیا اور ہر قسم کے سُودی کاروبار کی ممانعت کر دی گئی۔ چنانچہ سورۂ بقرہ میں ارشاد فرمایا:-

(۱) اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○

اس آیتِ کریمہ کا مطلب یہ ہے کہ :-

"جو لوگ سُود کھاتے ہیں وہ قیامت میں قبروں سے نہیں کھڑے ہوں گے مگر اُس شخص کی طرح جس کو شیطان نے لپٹ کر خبطی بنا دیا ہو، یہ سزا اس لیے ہوگی کہ ان سُود خور لوگوں نے سود کے حلال ہونے پر استدلال کرنے کے لیے کہا تھا کہ بیع بھی تو مثل سُود کے ہے کیونکہ اس میں بھی مقصود نفع حاصل کرنا ہوتا ہے اور بیع یقیناً حلال ہے پھر سُود بھی جو اس کا مثل ہے حلال ہونا چاہیئے حالانکہ دونوں میں کُھلا فرق ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال فرمایا ہے اور سُود کو حرام کر دیا ہے اس سے زیادہ اور کیا فرق ہوگا، پھر جس شخص کو اس کے پروردگار کی طرف سے اس بارے میں نصیحت پہنچی اور وہ سود کو حلال کہنے سے باز آ گیا اور سود لینا بھی چھوڑ دیا تو جو کچھ سُود پہلے لے چکا ہے وہ اس کا رہا، یعنی اس پر مواخذہ نہ ہوگا اور معاملہ اس کا خدا کے حوالے رہا اور جو شخص مذکورہ حکم کے بعد بھی سُود کی طرف عود کرے تو یہ لوگ دوزخ میں ہونگے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے"۔

اس آیت میں سُود کو بیع کی طرح حلال سمجھنے والوں کے لیے سخت وعید سنائی گئی ہے، اور وہ یہ کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں رہیں گے۔

(۲) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ○

فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ ۚ وَإِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ○ وَإِنْ كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ ۚ وَإِنْ تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ○

اِن آیاتِ کریمہ کا مفہوم یہ ہے

——— "اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ سُود کا بقایا ہے اس کو چھوڑ دو اگر تم ایمان والے ہو، پھر اگر تم اس پر عمل نہ کرو گے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلانِ جنگ ہے اور اگر تم توبہ کر لو گے تو تم کو تمہارے اصل اموال مل جائیں گے نہ تم کسی پر ظلم کرنے پاؤ گے کہ تم اصل مال سے زیادہ لینے لگو اور نہ تم پر کوئی ظلم کرنے پائے گا کہ تمہارا اصل مال بھی نہ دلایا جائے، اور اگر قرضدار تنگدست ہو اور اس لیے میعاد پر نہ دے سکے تو اس کو مہلت دینے کا حکم ہے آسودہ حال ہونے تک، اور یہ بات کہ بالکل ہی معاف کر دو تو تمہارے لیے اور زیادہ بہتر ہے اگر تم کو اس کے ثواب کی خبر ہو" ———

اِن آیاتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ قرض خواہ کو یہ حق دیا گیا ہے کہ وہ مدیون سے صرف اپنا رأس المال اور اصل قرض کی رقم وصول کرے اور اس کا سارا سود چھوڑ دے اور یہ ترغیب بھی دی گئی ہے کہ اگر مدیون مفلس ہو تو اس کی آسودگی تک انتظار کرنا ہو گا اور اگر اس کو بالکل معاف کر دے تو یہ اس کے لیے بڑے اجر و ثواب کا موجب ہو گا۔

اِسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ مبارکہ میں بھی مدیون مفلس کے ساتھ نرمی اور شفقت کی تعلیم دی گئی ہے۔ چنانچہ طبرانی کی ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ اس کے سر پر اُس روز (قیامت) اللہ کی رحمت کا سایہ ہو جبکہ اس کے سوا کسی کو کوئی سایہ سر چھپانے کے لیے نہ ملے گا تو اس کو چاہیئے کہ تنگدست مقروض کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرے یا اس کو معاف کر دے۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ اس کی دعا قبول ہو یا اس کی مصیبت دور ہو تو اس کو چاہیئے کہ تنگدست مدیون کو مہلت دے۔

مذکورہ آیاتِ کریمہ سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سود خواہ ذاتی ضروریات کے لیے ہو یا پیداواری اور تجارتی اغراض کے لیے ہو، اور تھوڑا ہو یا "أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً"، یعنی دوگنا اور سہ گنا وغیرہ ہو، سب حرام ہے۔ جس سے بعض مغرب زدہ حضرات کے اس دعوے کی تردید ہو گئی کہ قرآن کے نزدیک عمومی اور تجارتی سود حرام نہیں ہے۔ آیت وَحَرَّمَ الرِّبٰوا سے ہر قسم کا سود حرام ہے۔ "الرِّبٰو" میں الف لام جنس اور استغراق کے لیے ہے جو سود کے تمام افراد اور اقسام کو شامل ہے فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ والی آیت صرف اصل قرضہ کی وصولی کے ساتھ جواز مخصوص کرتی ہے۔ اسی طرح وَذَرُوا

مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰو والی آیت سُود کا جو بھی باقی ماندہ مطالبہ ہو اس کو حرام قرار دیتی ہے، اب اگر حرمت صرف اَضْعَافًا مُّضَاعَفَۃً یعنی ڈبل سُود سے مختص ہو تو ان دونوں آیتوں کے خلاف ہوگا، اور اگر سب صورتیں حرام ہوں تو سب آیتوں پر عمل ہو گا اور کوئی آیت متروک العمل نہ رہے گی۔ عہدِ نبوت اور عہدِ صحابہؓ سے لیکر اب تک مذکورہ آیتوں کے انہی معانی پر اجماع چلا آرہا ہے۔ الغرض جو چیز مدارِ حکم ہو خواہ وہ کم ہو یا زیادہ اس سے حکم کی تبدیلی نہیں ہوتی۔ مثلاً چوری حرام ہے اور حرمت کا مدار چوری ہونا ہے، اب چوری تھوڑی ہو یا زیادہ دونوں صورتوں میں حرام ہے اس میں کم و بیش، قلیل و کثیر کا حکم ایک ہی ہو گا کہ سب صورتیں حرام ہوں گی، اور یہی حکم سُود کا بھی ہے کہ جب وہ حرام ہے تو اس کی سب صورتیں حرام ہوں گی۔

سُود کی حرمت کے بارے میں سورۃ آلِ عمران کی ایک سو تیسویں آیت یہ ہے:۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضَاعَفَۃً وَّاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ؀	یعنی اے ایمان والو سُود مت کھاؤ کئی گنا زائد اور اللہ سے ڈرو شاید کہ تم کامیاب ہو۔

اس آیتِ کریمہ سے مغرب زدہ حضرات یہ استدلال کرتے ہیں کہ سود چند در چند ہو تو حرام ہے اور اگر ذاتی ضرورت کے لیے سود لیا گیا ہو یا تجارت کے لیے ہو تو وہ حرام نہیں، حالانکہ یہ قرآن کی معنوی تحریف ہے۔ سورۃ بقرہ کی جو آیتیں سطور مذکورہ بالا میں پیش کی گئی ہیں اُن میں مطلقاً ربٰو کی حرمت کی صراحت کی گئی ہے۔ اضعاف، مضاعف یعنی چند در چند ہو یا نہ ہو' اس کی مثال ایسی ہے جیسے قرآن کریم میں جا بجا فرمایا گیا ہے لَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا "یعنی میری آیتوں کے بدلے میں تھوڑی سی قیمت مت لو"۔ اس میں تھوڑی سی قیمت اس لیے فرمایا کہ آیاتِ الٰہیہ کے بدلے میں اگر ہفت اقلیم کی سلطنت بھی لے لے تو وہ بھی تھوڑی ہی قیمت ہو گی۔ اس کے یہ معنیٰ نہیں کہ قرآن کی آیات کے بدلے میں تھوڑی قیمت لینا تو حرام ہے اور زیادہ لینا جائز ہے۔ علامہ اقبالؒ نے مغرب پرستی اور جدت پسندی کی تردید میں کیا فرمایا ہے ؎

مشرق میں ہے تقلیدِ فرنگی کا بہانہ ۔۔۔ محسوس یہ ہوتا ہے کہ آوازۂ تجدید

قرآن کریم نے ربٰو کو مطلقاً حرام کیا ہے جس میں سُود کی سب صورتیں شامل ہیں۔ وَ لَنِعْمَ مَا قِیْلَ ؎

ماہِ نو کی گود میں موجود ہے ماہِ تمام ۔۔۔ ماہِ نو آیا تو بس ماہِ تمام آہی گیا

جب حجۃ الوداع کے خطبے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حرمتِ ربٰو کے قانون کا اعلان کیا تو اس کا بھی اظہار فرمایا کہ یہ قانون کسی خاص شخص یا قوم یا مسلمانوں کے مالی مفاد کے پیشِ نظر نہیں بلکہ پوری انسانیت کی تعمیر اور صلاح و فلاح کے لیے جاری کیا گیا ہے اس لیے ہم سب سے پہلے مسلمانوں کی بہت بڑی رقم سُود جو غیر مسلموں کے ذمے ہے اس کو چھوڑتے ہیں تو اب اُن کو بھی اپنے بقایا سُود کی رقم چھوڑنے میں کوئی عذر نہ ہونا چاہیئے۔ چنانچہ اسی خطبہ میں

آپ نے ارشاد فرمایا۔

الا ان کل ربٰو فی الجاھلیۃ موضوع عنکم کلّہٗ لکم رؤس اموالکم لا تظلمون ولا تظلمون و اول ربٰو موضوع ربا العباس ابن عبد المطلب۔ (بحوالہ تفسیر ابن کثیر بروایت ابن ابی حاتم)
یعنی زمانۂ جاہلیت میں جو سودی معاملات کیے گئے سب کا سود چھوڑ دیا گیا، اب ہر شخص کو اصل رقم ملے گی سُود کی زائد رقم نہ ملے گی، نہ تم زیادہ وصول کر کے کسی پر ظلم کر سکو گے اور نہ کوئی اصل رأس المال میں کمی کر کے تم پر ظلم کر سکے گا، اور سب سے پہلا سود جو چھوڑا تھا وہ عباسؓ بن عبد المطلب کا سُود ہے جس کی بہت بھاری رقمیں غیر مسلموں کے ذمے بطور سُود کے عائد ہوتی تھیں۔ قرآن کریم کی آیت وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ اور بقایا سود چھوڑنے کا حکم مذکور ہے۔

خُطبۂ حجۃ الوداع کی مذکورہ عبارت میں لفظ "کل" موجود ہے جس کا واضح مطلب یہ ہے کہ زمانۂ جاہلیت کے سُودی معاملات کا کُل سُود چھوڑ دیا گیا، خواہ وہ سُود مفرد تھا یا مرکب اور چند در چند۔ اگر متجدّدین خطبۂ حجۃ الوداع کی اس عبارت کو پیشِ نظر رکھتے تو وہ یہ نہ فرماتے کہ قرآن سے جس سُود کی حُرمت ثابت ہے اس سے صرف چند در چند سُود مراد ہے اور مفرد سُود مراد نہیں، جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کے سُود کی ممانعت فرما کر سُود خوروں کو صرف ان کا رأس المال دلوایا۔

اصلی اور حقیقی ربٰو جس کو فقہاء نے ربٰوا القرآن یا ربٰو القرض کے نام سے موسوم کیا ہے وہی ہے جو عرب میں متعارف تھا یعنی قرض اُدھار پر حسابِ میعاد نفع اور زیادتی لینا۔ دوسری قسم کے ربٰو جو حدیث میں بتلائے گئے وہ سب اسی ربٰو کے ساتھ ملحق اور اسی کے حکم میں ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ چیزوں کے بارے میں یہ ارشاد فرمایا کہ ان کی باہمی بیع و شراء یعنی خرید و فروخت میں برابری شرط ہے، کمی بیشی میں ربٰو داخل ہے اور ان میں ادھار کرنا بھی ربٰو میں داخل ہے۔ یہ چیزیں سونا، چاندی، گیہوں، جَو، کھجور، انگور ہیں۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں چھ چیزوں کی بیع و شراء میں کمی بیشی اور اُدھار کو تو صراحتاً ربٰو میں داخل کر کے حرام قرار دے دیا تھا لیکن یہ بات تفقہ و اجتہاد کی مقتضی تھی کہ یہ حکم ان چھ چیزوں کے ساتھ مخصوص ہے یا دوسری اشیاء میں بھی ہے اور اس کا ضابطہ کیا ہے، اور چونکہ یہ ضابطہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان نہ فرمایا تھا اس میں اشتباہ رہنے کے سبب حضرت فاروقِ اعظمؓ نے اس پر اظہارِ افسوس کیا کہ کاش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی اس کا کوئی ضابطہ بیان فرما دیتے تو مشتبہ حالات میں اطمینان پیدا ہو جاتا، اور پھر یہ ارشاد فرمایا فدعوا الربٰو والرّیبۃ۔ یعنی ربٰو چھوڑ دو اور اس چیز کو بھی چھوڑ دو جس میں ربٰو کا شُبہ ہو۔

حضرت فاروقِ اعظمؓ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ ربٰو کے مسئلے میں بہت احتیاط لازم ہے کہ ربٰو کو تو بہر حال

چھوڑنا چاہیئے، لیکن جس چیز میں ربٰو کا شائبہ اور شبہ ہو اس سے بھی اجتناب کرنا ضروری ہے ۔

بعض حضرات کو اصرار ہے کہ تجارتی مقاصد کے لیے بینکوں سے حاصل کردہ قرض پر سود کا اطلاق نہیں ہوتا جبکہ امرِ واقعہ یہ ہے کہ قرآن مجید، احادیثِ نبویہ اور اجماعِ امت سے ہر قسم کے سود کی حرمت ثابت ہوتی ہے خواہ وہ سود تجارتی مقاصد کے لیے حاصل کردہ قرضوں پر وصول کیا جائے یا ذاتی ضروریات کے لیے حاصل کردہ قرض پر، پھر خواہ اس کا نام سود رکھا جائے یا منافع، حالانکہ قرآن کی نصوصِ قطعیہ اور احادیثِ نبویہ واضح اور قطعی انداز میں ہر قسم اور ہر نوع کے سود کی حرمت پر ناقابلِ تردید حجت ہیں اس لیے اس بارے میں کسی شک یا وہم کا فائدہ اٹھا کر کسی چور دروازے سے تجارتی قرضوں پر سود کو حلال ثابت نہیں کیا جا سکتا ۔

امام بغویؒ معالم التنزیل میں سورۂ بقرہ کی سود سے متعلق آیاتِ کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حضرت عباسؓ اور حضرت عثمانؓ عہدِ نبوی کے مشہور تاجر اور متمول افراد میں سے تھے، ان کے متعلق امام بغویؒ نے حضرت عطاؒ اور عکرمہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ان دونوں حضرات نے ایک تاجر کو تجارتی قرض دے رکھا تھا اور اس سے اصل مع سود لینے کا مطالبہ کیا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حرمتِ سود کی آیت کے پیشِ نظر سود لینے سے منع فرما دیا، جس سے ثابت ہوا کہ سود کی حرمت ذاتی اور تجارتی دونوں اقسام کی حرمت کو شامل ہے ۔

عہدِ جاہلیت میں تجارتی اغراض کے لیے سودی کاروبار جاری تھا، چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا :-

"كَانَ رِبٰوً يَتَبَايَعُوْنَ بِهٖ فِي الْجَاهِلِيَّةِ" (بحوالہ الطبری تاریخ الامم والملوک ج ۵ ص ۲۹)

یعنی یہ ایک قسم کا ربٰو تھا جس کے ساتھ اس زمانے میں کاروبار کرتے تھے، لیکن جب قرآنی آیات سود کی حرمت میں نازل ہوئیں تو سود کی یہ تمام اقسام حرام قرار دی گئیں ۔

سرمایہ دارانہ نظام اور سود

کسی قوم کی اقتصادی حالت اس وقت بہتر ہو سکتی ہے کہ قوم کے تمام افراد کو ضروریاتِ زندگی میسر ہوں اور کوئی فرد ضروریاتِ حیات سے محروم نہ ہو۔ لیکن اگر ایک قوم کے معدودے چند افراد کے پاس دولت اور ضروریاتِ زندگی کے انبار لگے ہوں اور قوم کے اکثر افراد ان ضروریات سے محروم ہوں تو یہ قومی حیثیت سے ایک تباہ کن اقتصادی انحطاط ہے ترقی ہرگز نہیں۔ سرمایہ دارانہ نظام کا یہ خاصہ ہے کہ وہ دولت کو چند افراد یا خاندانوں میں محدود رکھتا ہے جس کو وہ ناجائز اور مسرفانہ خرافات میں صرف کر دینے کے باوجود ختم نہیں کر سکتے اور قوم کی باقی اکثریت مفلوک الحال ہوتی ہے اور غربت و افلاس کی وجہ سے وہ دردو کرب کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوتی ہے۔ سرمایہ دارانہ نظام دولت کے خون کو جذب کرنے میں ایک طاقتور جونک کی طرح ہے کہ جہاں اس کا اثر پہنچا وہاں سے اس نے دولت کا خون چوس لیا۔ آجکل دنیا کے اکثر

حصوں میں بالذات یا بالواسطہ سرمایہ دار ملکوں کا اثر ہے اس لیے دنیا کی پوری آبادی کی اکثریت تنگدستی اور فاقہ کشی میں مبتلا ہے۔ خود امریکہ جو سب سے بڑا سرمایہ دار ملک ہے وہاں ہر تیرھواں شخص بھوکا ہے، ۱۹۶۹ء میں جب امریکہ چاند پر خلائی جہاز بھیجنے لگا تو اس موقع پر ہزاروں بے بس اور مجبور لوگوں نے اس کے خلاف مظاہرہ کیا اور مطالبہ کیا کہ خلا کی تسخیر پر اربوں ڈالر ضائع کرنے کی بجائے پہلے امریکہ سے غربت کا خاتمہ کیا جائے۔ غالباً شیخ سعدیؒ نے ایسے موقع کے لیے ہی فرمایا تھا ؎

تُو کارِ زمیں را نکو ساختی — کہ با آسماں نیز پرداختی

یا بقول ایک شاعر کے اس مطلب کو یوں بھی ادا کیا جا سکتا ہے ؎

بستیاں چاند ستاروں پہ بنانے والو
کُرّۂ ارض پہ بجھتے چلے جاتے ہیں چراغ

سرمایہ دارانہ نظام دولت کے ارتکاز اور اکتناز کا علمبردار ہے اور سُود اسی نظام کا برگ و بار ہے، جبکہ اسلامی نظام چاہتا ہے کہ دولت کی گردش صرف اغنیاء تک محدود نہ رہے بلکہ اس سے تمام افراد متمتع اور مستفید ہوں۔ دولت کے اکتناز میں سُود ایک بنیادی کردار ادا کر رہا ہے، اس لیے اسلام نے اسے حرام قرار دیا ہے اور اس کی ممانعت کر دی، اسی طرح اسلام نے تمام وسائل رزق اور ذرائع پیداوار پر ایک طبقے کی اجارہ داری کا خاتمہ کیا ہے۔

اگر ایسی حالت پیدا ہو جائے کہ عوام غربت اور افلاس کا شکار ہو جائیں تو امراء کے پاس اپنی ضرورت سے جس قدر زیادہ مال موجود ہو وہ قانونِ استحبابی کے تحت سب فقراء اور ضرورتمندوں میں تقسیم ہو، ارشادِ ربانی ہے :۔

وَيَسْـَٔلُونَكَ مَاذَا يُنفِقُونَ ۖ قُلِ الْعَفْوَ (سورۃ آیت)	آپ سے اے پیغمبر پوچھتے ہیں فقراء پر کیا خرچ کریں، آپ فرما دیں کہ تمام وہ مال خرچ کر دو جو ضرورت سے زیادہ ہو۔

ابن حزم جو ایک خاص مکتبِ فکر کے امام ہیں، فرماتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اغنیاء پر ضروریاتِ فقراء کو پورا کرنا فرض قرار دیا ہے، اگر فقراء بھوکے اور ننگے ہوں اور اغنیاء کے نہ دینے کی وجہ سے تکلیف میں پڑ جائیں تو اللہ تعالیٰ اُن سے حساب لے گا اور سزا دے گا، ضرورت کے وقت اغنیاء سے مال لیکر سب پر برابر تقسیم کیا جائے گا ــــ ابو عبیدہ بن الجراحؓ اور تین سو صحابہؓ نے توشہ جمع کر کے سب پر برابر تقسیم کر دیا۔

ابو سعید رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جس کے پاس ضرورت سے زائد سواری ہو وہ اس شخص کو دیدے جس کے پاس سواری نہیں اور جس کے پاس زادِ راہ زائد موجود ہو وہ اس کو دے دے جس کے پاس زادِ راہ نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کئی ضرورت کی چیزیں ذکر فرمائیں یہانتک کہ

ہم نے گمان کیا کہ ہمارے پاس ضرورت سے جو چیز زائد موجود ہو اس میں ہمارا کوئی حق نہیں ــــ ابن حزم فرماتے ہیں کہ اس پر صحابۂ کرام رض کا اجماع ہے۔

بخاری شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے جس کے آخری جملے یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

مَنْ تَرَكَ دَيْنًا فَعَلَيَّ قَضَاؤُهُ وَ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِوَرَثَتِهِ ۔

یعنی جس نے قرض چھوڑا اس کی ادائیگی کی ذمہ داری میرے اوپر (یعنی بیت المال پر) ہے اور اگر اُس نے مال چھوڑا ہے تو وہ اس کے ورثاء کا ہے۔

اِس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :۔

فهكذا يلزم المتولي لامر المسلمين ان يفعله فَاِنْ لَمْ يَفْعَلْهُ فالاثم عليه ۔

(فتح الباری جلد ۴ صفحہ ۳۹۱)

یعنی اسی طرح جو بھی مسلمانوں کے امور کا ذمہ دار ہو وہ ایسا کرے، یعنی فوت شدہ مدیون کا قرض ادا کرے، اور اگر حکومت کا ذمہ دار ایسا نہ کرے تو اس کا گناہ اس کے اوپر ہوگا۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ اسلام یہ چاہتا ہے کہ دولت کے سرچشمے سے معاشرے کا ہر فرد فیضیاب ہو اور وسائل زندگی امیروں سے غریبوں کی طرف منتقل کیے جائیں۔ اور چونکہ سودی نظام اسلامی معاشی نظام کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے اس لیے اسلام نے اسے حرام، ممنوع اور ملعون قرار دیا ہے۔ سُود کی تباہ کاریوں میں سے ایک افسوسناک اور شرمناک واقعہ سُنیئے جو اخبارات میں چھپ کر تاریخ کا حصہ بن چکا ہے اور وہ یہ کہ سندھ کے ایک مزدور ہاری نے بامر مجبوری اپنی بیوی کے عوض مہاجن ساہوکار سے سود پر قرضہ لیا، کچھ عرصہ بعد جب اُس مزدور ہاری نے پیسوں کا بندوبست کر لیا تو مہاجن ساہوکار کے پاس پیسے لوٹانے اور اپنی بیوی کو لینے کے لیے گیا، جب بیوی لے کر واپس آرہا تھا تو راستہ میں بیوی نے کہا کہ اس کا مہاجن سے ایک لڑکا بھی ہے، چنانچہ میاں بیوی واپس مہاجن کے پاس لڑکا لینے کے لیے گئے تو مہاجن ساہوکار نے جواب دیا کہ جب بکریاں کسی کے پاس گروی یا رہن رکھی جاتی ہیں تو اس کے بچے ہمیشہ اُس کے پاس رہتے ہیں جو رہن رکھتے ہیں لہٰذا یہ بچہ میرے پاس رہے گا۔ اسے ہم سرمایہ دارانہ ذہن اور استحصال کے عروج کی بدترین مثال قرار دے سکتے ہیں۔

احادیثِ نبوی میں سُود کی مذمّت

اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات سُود کی حُرمت و مذمّت کے بارے میں پیش کیے جاتے ہیں :۔

① حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سات مہلک چیزوں سے بچو، صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ایک اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، دوسرے جادو کرنا، تیسرے کسی شخص کو ناحق قتل کرنا، چوتھے سود کھانا، پانچویں یتیم کا مال کھانا، چھٹے جہاد کے وقت میدان سے بھاگنا، ساتویں کسی پاکدامن عورت پر تہمت باندھنا۔ (یہ حدیث صحیح بخاری اور مسلم میں ہے)

② رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے آج رات دو شخصوں کو دیکھا جو میرے پاس آئے اور مجھے بیت المقدس تک لے گئے، پھر ہم آگے چلے تو ایک خون کی نہر دیکھی جس کے اندر ایک آدمی کھڑا ہوا ہے اور دوسرا آدمی اس کے کنارے پر کھڑا ہے، جب یہ نہر والا آدمی اس سے باہر آنا چاہتا ہے تو کنارے والا آدمی اس کے منہ پر پتھر مارتا ہے جس کی چوٹ سے بھاگ کر وہ پھر وہیں چلا جاتا ہے جہاں وہ کھڑا تھا، پھر وہ نکلنے کا ارادہ کرتا ہے تو پھر یہ کنارے کا آدمی یہی معاملہ کرتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے ان دونوں ساتھیوں سے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے جو میں دیکھ رہا ہوں؟ انہوں نے بتلایا کہ خون کی نہر میں قید کیا ہوا آدمی سود کھانے والا ہے۔ (یہ حدیث صحیح بخاری کتاب البیوع میں ہے)

③ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سود لینے والے پر بھی لعنت فرمائی اور سود دینے والے پر بھی، اور بعض روایات میں سودی معاملہ پر گواہی دینے والے اور اس کا وثیقہ لکھنے والے پر بھی لعنت آئی ہے، اور بعض روایات میں شاہد (گواہ) اور کاتب پر لعنت اس صورت میں ہے جبکہ ان کو اس کا علم ہو کہ یہ سود کا معاملہ ہے۔

④ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ چار آدمی ایسے ہیں کہ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے کہ ان کو جنت میں داخل نہ کرے اور جنت کی نعمتیں نہ چکھنے دے، وہ چار آدمی یہ ہیں: شراب[1] پینے کا عادی اور سود[2] کھانے والا اور یتیم[3] کا مال ناحق کھانے والا اور اپنے[4] والدین کی نافرمانی کرنے والا۔ (یہ روایت مستدرک میں ہے)

⑤ اور ایک حدیث میں ہے کہ حضور نے فرمایا کہ جب کسی بستی میں بدکاری اور سود کا کاروبار پھیل جائے تو اس نے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو اپنے اوپر دعوت دی۔ (یہ روایت مستدرک حاکم میں ہے)

⑥ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی قوم میں سود کے لین دین کا رواج ہو جائے تو اللہ تعالیٰ ان پر ضروریات کی گرانی مسلط کر دیتا ہے، اور جب کسی قوم میں رشوت عام ہو جائے تو اس پر دشمنوں کا رعب و غلبہ ہو جاتا ہے۔ (یہ روایت مسندِ احمد میں ہے)

⑦ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو تم نے قرض دیا ہو اس کا ہدیہ بھی قبول نہ کرو۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ قرضدار نے یہ ہدیہ قرض کے زیرِ اثر دیا ہو جو سود ہے، اس لیے

اس کا ہدیہ قبول کرنے سے بھی احتیاط چاہیئے۔

ربٰو کی تعریف اور اس کی حقیقت اور اس کی دنیوی تباہ کاری اور روحانی مضرتوں کے بارے میں قرآن حکیم کی آیاتِ مبارکہ اور حضور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاداتِ عالیہ پیش کیے گئے جو سوچنے سمجھنے اور نصیحت و عبرت حاصل کرنے کے لیے کافی ہیں۔

غیر سودی بینکاری کے شرعی طریقے

اگر ہر اسلامی ملک یا سب اسلامی ممالک مل کر سودی بینکاری کے نظام کو خیر باد کہہ دیں اور اس کی جگہ اسلامی بینکاری کا نظام رائج کرنا چاہیں تو ایسا بخوبی کیا جا سکتا ہے، یہ کام شراکت کمپنیاں قائم کر کے کیا جا سکتا ہے اور بینکوں کو شرکت کے شرعی اصولوں پر بخوبی چلایا جا سکتا ہے، اس مقصد کے لیے شرکت اور مضاربت کے شرعی اصول اپنائے جائیں۔

لغت میں شرکت کے معنی ملانے کے ہیں لیکن شرع میں شرکت سے مراد یہ ہے کہ دو یا دو سے زیادہ آدمیوں کے درمیان عقد ہو جو اصل مال اور نفع دونوں میں شریک ہوں۔ پھر شرکت کی کئی قسمیں ہیں، جن میں ایک "شرکتِ عقود" اور اس کی ذیلی شاخ "شرکتِ عنان" ہے۔ ہم مسئلہ زیرِ بحث میں جس شرکت کا ذکر کر رہے ہیں وہ "شرکتِ عنان" ہے۔ فقہاء کرام کہتے ہیں کہ "شرکتِ عنان" میں کئی افراد کسی کاروبار میں متعین سرمایوں کے ساتھ اس معاہدے کے تحت شریک ہوں کہ سب مل کر کاروبار کریں گے اور کاروبار کے نفع و نقصان میں متعین نسبتوں کے ساتھ شریک ہوں گے۔ فقہاء کہتے ہیں کہ یہ شرکت مرد و عورت اور مسلم و کافر کے درمیان ہو سکتی ہے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شرکاء کے درمیان مال کم و بیش ہوں برابر نہ ہوں اور نفع برابر ہو یا مال برابر ہوں اور نفع کم و بیش ہو۔ اگر شرکاء نے اس طرح شرکت کی کہ مال سب کا ہو گا مگر کام فقط ایک ہی کرے گا اور نفع سب لیں گے اور نفع کی تقسیم مال کے حساب سے ہو گی یا برابر لیں گے یا کام کرنے والے کو زیادہ ملے گا، تو یہ جائز ہے۔ دراصل اس عقدِ شرکت کا اصول یہ ہے کہ اس میں شرکاء کی باہمی رضامندی ضروری ہے، البتہ اگر عقد یہ ٹھہرا کہ کام نہ کرنے والے کو زیادہ ملے گا تو شرکت ناجائز ہے۔

"شرکتِ عنان" کے اصول پر جو لوگ سرمایہ فراہم کریں گے اُن کو حصہ دار کہہ سکتے ہیں، اس مشترکہ سرمایے سے ہر قسم کی تجارت ہو سکتی ہے اور دوسری خدمات بالمعاوضہ انجام دی جائیں گی اور اس طرح نفع کمایا جائیگا۔

مضاربت

"شرکتِ عنان" کے مشترکہ سرمائے سے مضاربت پر بھی کاروبار کرایا جائے گا۔ مضاربت کی شرعی حیثیت کے بارے میں علامہ مرغینانیؒ اپنی تصنیف "ھدایہ" میں لکھتے ہیں:

وَبُعِثَ النَّبِیُّ صلی اللہُ علیہ وسلم والنَّاس یُبَاشِرُونَہٗ فقررھم علیہ	یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رسالت پر تشریف لائے اس حال میں کہ لوگ باہم مضاربت کیا کرتے تھے

وتعاملت الصحابة رضي الله عنهم۔	پس آپ نے ان کو اس پر برقرار رکھا اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بھی اس پر عمل کیا۔

یعنی بغیر انکار کے صحابۂ کرامؓ میں مضاربت جاری تھی، تو یہ اس کے جائز ہونے پر اجماع ہو گیا۔
اور مضاربت کی صورت یہ ہے کہ زید نے بکر کو ہزار روپیہ دیا کہ تو اس سے تجارت کا کام کر اس شرط پر جو کچھ نفع ہو وہ ہم دونوں میں نصف نصف یا تین تہائی ہے۔ پس نفع میں شریک ہونا مضاربت میں ضروری ہے، اور اسی طرح "شرکتِ عنان" میں بھی نفع میں شریک ہونا ضروری ہے اور نقصان میں بھی دونوں فریق شریک ہیں بایں معنی کہ صاحبِ مال کے سرمائے میں بقدر نقصان کمی ہو گی اور کام کرنے والے کی محنت اکارت گئی۔ اس کے برعکس بینک سرمائے میں نقصان کو نہیں مانتا اور یہ استحصال بلاعوض ہے جس کو سود کہتے ہیں اور شریعتِ مطہرہ نے اس کو حرام قرار دیا ہے۔

اگر بینک مشارکت اور مضاربت کے قانون پر چلائے جائیں اور ہر پارٹی نفع و نقصان میں شریک ہو، بحصہ رسدی یا کم و بیش، تو ایسے مالیاتی ادارے کا سرمایہ جمع کر کے کاروبار میں لگانے کا عمل ربٰو اور سود سے پاک ہو گا۔ البتہ ان اداروں پر سرکاری کنٹرول کا ہونا ضروری ہے تاکہ کسی کو بددیانتی کا موقع نہ مل سکے۔ اگر غیر اسلامی دنیا کے سودی نظام کا سہارا لیا جاتا رہا تو اقتصادی حالات پر غیروں کی گرفت رہے گی اور اسلامی بلاک ہمیشہ غیروں کا مرہونِ منت رہے گا، نظامِ سود کو مستقل طور پر اپنانا جائز نہیں، اس دلدل سے نکلنے کے لیے مؤثر اور فوری لائحہ عمل بنانا چاہیئے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔

بقیہ ص ۴۳ سے: عظمتِ دینِ اسلام

اسلام میں زندگی کا متوازن قانون ہے اسلام میں وہ صحیح ترین رہنمائی ہے جس کو اختیار کر کے انسانیت کا قافلہ اپنی منزل کی طرف کامیاب سفر کر سکے اسلام کی تعلیمات ان تضادات سے پاک ہیں جو دوسرے نظاموں میں پائی جاتی ہیں۔ اسلام وہ شاہراہ ہے اور وہ خوبصورت شاہراہ فراہم کرتا ہے جس میں دنیا کی بھی فلاح ہے اور آخرت کی بھی فلاح ہے۔ ہمیں صرف اور صرف اللہ ہی کے احکام کی پیروی کرنی چاہیے کسی دنیاوی سپر پاور کی تقلید نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ ہمارا دین اسلام کائنات کا سب سے بڑا نظریاتی سپر پاور ہے۔ وما علينا الا البلاغ۔

اپنی جہاز راں کمپنی

پی این ایس سی

کے جہاز سے مال بھیجئے

بروقت ۔ محفوظ ۔ باکفایت

پی ۔ این ۔ ایس ۔ سی برّاعظموں کو ملاتی ہے ۔ عالمی منڈیوں کو آپ کے قریب لے آتی ہے ۔ آپ کے مال کی بروقت، محفوظ اور باکفایت ترسیل برآمدکنندگان اور درآمدکنندگان، دونوں کے لئے نئے مواقع فراہم کرتی ہے ۔

پی ۔ این ۔ ایس ۔ سی قومی پرچم بردار ۔ پیشہ ورانہ مہارت کا حامل جہاز راں ادارہ، ساتوں سمندروں میں رواں دواں

قومی پرچم بردار جہاز راں ادارے کے ذریعہ مال کی ترسیل کیجئے

پاکستان نیشنل شپنگ کارپوریشن

قومی پرچم بردار جہاز راں ادارہ

PNS... 88 PID - Islamabad

مولانا حافظ محمد اقبال رنگونی (مانچسٹر) انگلینڈ

خلیج میں آگ اور خون کی ہولی کھیلنے کا ایک اور امریکی منصوبہ

بوسنیا کی حالتِ زار پر اقوام عالم کی دوغلی پالیسی

اسلامی ممالک کو اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

امریکہ نے ایک مرتبہ پھر دھمکی دی ہے کہ اگر عراق نے مختلف عمارتوں کی تلاشی دینے سے انکار کیا تو اس کے خلاف فوجی قوت استعمال کی جائے گی، نیویارک ٹائمز نے انکشاف کیا ہے کہ اقوام متحدہ کے انسپکٹروں کو عراقی وزارتوں کی دوسری عمارتوں کے معائنہ کی اجازت دینے کے مطالبہ کو تنازعہ کی صورت دیکر ایسی صورت حال پیدا ہو جائے گی جس میں امریکہ عراق کے خلاف ایک اور فوجی کارروائی کا جواز تلاش کر سکے۔ امریکہ کے سرکاری حکام نے کہا کہ امریکہ پیر کے روز یہ تنازعہ شروع کرے گا جو آئندہ دنوں میں عراقی شہروں پر فضائی حملوں پہ منتج ہو سکتا ہے۔ (جنگ لندن ۸ اگست)

امریکی حکام کا یہ انکشاف حقیقت کا روپ دھارنے لگا ہے۔ ۱۰ اگست کی رات بی بی سی کے پروگرام (NEWS NIGHT) میں امریکی صدر جارج بش کا انتخابی بیان اور اس کے انٹرویو کے چند اقتباسات نقل کئے گئے جس میں امریکی صدر نے عراق پر حملہ کی ایک وجہ یہ بھی بتلائی کہ عراقی حکومت شیعوں کے خلاف فوجی قوت استعمال کر رہی ہے اور ان پر مسلسل حملے کئے جا رہے ہیں جو انسانی حقوق اور خلیجی جنگ کے معاہدے کی خلاف ورزی ہے انہوں نے پھر سے دھمکی کا اعادہ کیا کہ عراق کی حکومت کسی غلط فہمی میں نہ رہے اگر اس نے سیدھی طرح اقوام متحدہ کی (یعنی امریکی) خواہش و مطالبہ کا احترام نہ کیا تو عنقریب اس کا خمیازہ بھگت لے گا۔

امریکی صدر کے اس اعلان سے چند گھنٹے قبل برطانوی وزیر اعظم مسٹر میجر نے (جو اپنی تعطیلات گزارنے کے لیے اسپین گئے ہوئے تھے) اپنی تعطیلات منسوخ کر دیں اور فوری طور پر برطانیہ واپس آگئے اور اس کے چند گھنٹوں کے بعد وزیر دفاع وزیر خارجہ اور دوسرے اہم اراکین کے ساتھ عراقی مسئلے پر نہایت اہم گفتگو کی۔

مندرجہ بالا خبروں سے پتہ چلتا ہے کہ امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک پھر سے ایک مرتبہ خلیج میں آگ و خون کی ہولی کھیلنے کی بڑی شدت سے خواہش رکھتے ہیں اور اس مرتبہ وہ تمام ذرائع و وسائل استعمال کرنا چاہتے ہیں جس کے ذریعہ عراقی حکومت اور وہاں کے مسلمان باشندوں کا صفایا کر دیا جائے اس حملہ کا جواز بس صرف یہی دکھایا جا رہا ہے کہ عراق نے اقوام متحدہ کے معاہدہ کی خلاف ورزی کی اور شیعہ لوگوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ رہا ہے تاکہ دنیا والے

یہ یقین کرلیں کہ امریکہ اور یورپ مظلوموں کے ساتھ کتنی محبت کرتے ہیں اور ان کی حمایت میں کیا کچھ کر گزرتے ہیں۔

لیکن! یہی اقوام متحدہ (امریکہ) اور یورپ بوسنیا میں ہونے والے ہولناک حالات، دلدوز مناظر، انسانیت سوز مظالم پر آنکھ بند کرچکا ہے۔ یورپ کے وسط میں واقع بوسنیا کے مسلمانوں کی چیخیں نہیں سنتے کیونکہ وہ بہرے ہیں، ان کی عورتوں کی عصمت دری، ان کے بچوں کا قتل عام نہیں دیکھ رہے کیونکہ وہ اندھے ہوچکے ہیں اگر وہ اندھے بہرے نہ ہوتے، ان کے دلوں میں حقوق انسانیت کے تحفظ کا ذرا بھر بھی جذبہ ہوتا تو وہ یہاں بھی اسی طرح۔ بلکہ اس سے کئی گنا زیادہ درجے پر فوجی قوت کا استعمال شروع کردیتے جیسی عراق کے خلاف استعمال کی جارہی ہے، نہ امریکہ راضی ہے نہ برطانیہ تیار اور نہ ہی اقوام متحدہ کو اس کی فکر اور دھیان بلکہ ان تمام صلیبی قوتوں نے فوجی کارروائی کو خارج از امکان ہی قرار دے دیا، امریکی صدر نے بڑے واضح الفاظ میں اعلان کیا کہ ہم ان کے خلاف کسی قسم کی کوئی چھاپہ مار جنگ شروع نہیں کرسکتے، انہوں نے فوجی قوت استعمال کرنے کی تجویز کو بھی رد کردیا۔ برطانیہ کے وزراء بھی اس کے لیے تیار نہیں۔ (جنگ لندن ۸ اگست)

اس سے بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اس وقت صلیبی قوتیں کس طرح ہاتھ دھو کر مسلمانوں کے پیچھے پڑی ہوئی ہیں۔ عراق کے خلاف فوجی قوت استعمال کرنے میں بھی مسلم دشمنی کا اظہار اور یورپ میں بوسنیا کے مخالف قوتوں کے خلاف فوجی قوت استعمال نہ کرنے میں بھی مسلم دشمنی کا کھلا کھلا اظہار موجود ہے۔ **فاعتبروا یا اولی الابصار۔**

غور فرمایئے! بوسنیا اور کویت کے حالات میں کیا فرق ہے؟ کویت پر پڑوسی ملک عراق نے فوج کشی کی۔ املاک و جائیداد کو نقصان پہنچایا، کویتی مسلمانوں کو قتل کیا گیا، اقوام متحدہ اور یورپی ممالک کی راتوں کی نیندیں حرام ہو گئیں۔ دھڑا دھڑ قراردادیں پاس کروائی گئیں اور اس عجلت میں سب کچھ کیا گیا کہ دنیا والے حیران ہیں۔ پھر وقت آیا عراق کی زمین خون مسلم سے رنگ دی گئی۔ اس کی فضا جنگی جہازوں کی آوازوں سے گونجنے لگی۔ اور کویت آزاد کرا لیا گیا اور دنیا والوں کو بتلایا گیا کہ اقوام متحدہ، امریکہ اور یورپ مظلوموں کا حامی ہے، ظالموں اور غاصبوں کا دشمن ہے، وہ امن کا خواہش مند ہے۔

مگر اب! ہاں اب بوسنیا کے مسلمانوں کو آزادی کا اعلان کرنے پر کچھ ہی عرصہ گزرا ہے آس پاس میں موجود ممالک کی مدد سے سربیا نے اس آزاد مملکت کی آزادی کو ختم کرنے کی ٹھان لی، اس کے ایئر پورٹ پر قبضہ کرلیا گیا ہر قسم کا امدادی سامان شہر میں داخل ہونا ممنوع قرار دے دیا۔ نہیں نہیں، بلکہ ان پر حملہ کیا گیا، ان کے نوجوانوں کے بدن زخمی اور چھلنی کیے گئے۔ ان کی عورتوں کی عزت و عصمت تار تار کی گئی۔ ان کے ہسپتالوں پر بمباری کرکے مریضوں کو ہر قسم کی ادویات سے محروم کردیا گیا۔ ایک ایک مسلم خاتون پر سربوں کا ایک پورا گروہ حملہ کررہا ہے اور اجتماعی عزت لوٹی جارہی ہے۔ ان کے معصوم بچوں کے بدن کے ٹکڑے ٹکڑے کیے جارہے ہیں مساجد اور دینی اداروں پر آتشیں

اسلحہ بے دریغ استعمال کیا جا رہا ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق ہر روز اوسطاً ۴۰ مسلمانوں کو تہہ تیغ کر دیا جاتا ہے۔ یورپی اخبارات، یورپی رسائل، یورپی ۳۰۷ اور یورپ کے دیگر ذرائع ان حقائق و شواہد کو منظر عام پر لا چکے ہیں دنیا والے کھلی آنکھوں اس کا مشاہدہ کر چکے ہیں اقوام متحدہ کے نام نہاد زعماء کے سامنے انسانیت سوز مظالم کی فائل پڑی ہے مگر انہیں فرصت نہیں، ان کے پاس وقت نہیں ہے کہ ان فائلوں پر ایک نظر ڈال لیں۔ ان کے پاس یہاں نہیں ہے کہ فوجی قوت استعمال کرنے کی دھمکی دے دیں نہ امریکہ تیار ہے نہ یورپ کے حکمرانوں کو احساس ہے۔ یہ سب کچھ کیوں ہے؟ اس کا جواب واضح ہے کہ یہ کھلی منافقت اور مسلم دشمنی کا اعلانیہ اظہار ہے۔ اور صلیبی قوتوں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ہر صورت میں مسلمانوں کا صفایا اور ان کا اسلامی تشخص ختم کر دینا ہی ان کا مقصد وحید ہے۔

برطانوی وزیر لنڈا چاکر نے برطانوی وزیر اعظم کو بوسنیا کے حالات کی اطلاع دیتے ہوئے کہا کہ سرب وہاں مسلمانوں کے گھروں پر حملے کر کے جنگی جرائم کے مرتکب ہو رہے ہیں انہوں نے بتلایا کہ بوسنیا میں سربی مسلمانوں پر بہت زیادہ ظلم کر رہے ہیں۔ سرب رات کے وقت مسلمانوں کے گھروں پر فائرنگ کرتے ہیں جب دوسری صبح ان گھروں کے مسلمان مسکین اپنی املاک چھوڑ کر بھاگ جاتے ہیں تو ان کے مکانوں کو اندر سے آگ لگا دی جاتی ہے۔ جس سے ہر چیز تباہ ہو جاتی ہے۔ لنڈا چاکر نے کہا کہ جنیوا کنونشن کے تحت بلاشبہ یہ جنگی جرائم ہیں۔ انہوں نے کہا کہ سرب فوجی مسلمانوں کا صفایا کرنے کی پالیسی پر کاربند ہیں۔ (جنگ لندن ۱۷ جولائی)

اس رپورٹ کا آخری حصہ ہم سب کے لیے لمحہ فکریہ ہے اور ظلم و ستم کے اسباب اور وجوہات کا صحیح تعین کرتا ہے یعنی سربی رہنماؤں (اور آس پاس کے یورپی حکمرانوں) کا یہ منصوبہ ہے کہ یورپ کے وسط میں مسلمانوں کو کسی صورت میں ابھرنے نہ دیا جائے نہ ان کی مملکت موجود ہو اور نہ ہی ان کا نقشہ، کیونکہ یورپ میں مسلمان مملکت کا وجود آج نہیں تو کل رنگ ضرور لائے گا اور یورپی منصوبوں پر پانی پھیر کر رکھ دے گا۔ اس لیے وقت کا تقاضا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف پوری شدت سے منصوبہ بندی کی جائے تاکہ آئندہ سر اٹھانے کی جرأت ہی نہ کر سکیں۔

سیاسی مبصرین اور یورپی اخبار نویس جنہوں نے ابھی بوسنیا کا دورہ کیا اور سربی اور دیگر مسلم دشمن رہنماؤں کے خیالات معلوم کئے ہیں انہوں نے اپنی رپورٹوں میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کے خلاف حملہ آور گروہ اس بات پر متفق ہیں کہ بوسنیا کے مسلمانوں کو کسی قیمت پر ایک اسلامی مملکت بنانے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور ٹی وی کی ایک رپورٹ کے مطابق ان کی کوشش ہو گی کہ آس پاس کے دو پڑوسی ملک اس کی تقسیم کر لیں اور بوسنیا کے مسلمانوں کو دوسرے درجے کا شہری بننے پر مجبور کر دیں۔ بصورت دیگر ان سب کو یہاں سے نکال کر ہی دم لیا جائے گا۔ اسی طرح روزنامہ گارڈین کے ایک رپورٹر نے اپنی رپورٹ میں تحریر کیا کہ سربیا کے فوجی سمجھتے ہیں کہ وہ اس لیے اس جنگ میں مصروف ہیں کہ ان کے ملک کو مسلمان بنیاد پرستوں سے بچایا جائے۔ اگر مذاکرات بھی ہوں گے تو بھی

اصل مقصد یہی ہوگا کہ بوسنیا سے زیادہ سے زیادہ علاقے پر قابض ہوجائیں اور وہاں کے مسلمان باشندوں کو نکال کر ان کی جگہ سربیا کے لوگوں کو آباد کر دیں تاکہ یورپ میں کوئی اسلامی مملکت وجود میں نہ آسکے۔

بی بی سی کی عالمی خبروں میں جو ۱۲ اگست کی رات (NEWS NIGHT) میں نشر کی گئی میں بھی سربیا کے ایک ممتاز لیڈر کے تقریباً یہی الفاظ دہرائے گئے تھے جس کا خلاصہ کچھ یوں بنتا ہے کہ یورپ میں مسلم بنیاد پرستوں کی قوت ابھرنے نہ پائے۔

یہ ہے وہ مقصد وحید جس کے حصول کے لیے ہر مسلم دشمن قوتیں اور قومیں جدوجہد کر رہی ہیں خواہ وہ عراق کی صورت میں ہو یا بوسنیا کی شکل میں آئے، ایک جگہ فوجی قوت استعمال کی جا رہی ہے اور ایک جگہ اس سے گریز کیا جا رہا ہے — حالانکہ حالات بالکل بلکہ اس سے کئی گنا بدتر بھی ہیں مگر معیار بدل جاتا ہے کیونکہ مقصد ایک ہے وہ ہے مسلم دشمنی اور مسلم کشی۔

ہمیں افسوس اقوام متحدہ، امریکہ اور یورپ پر نہیں کیونکہ ان کی بے شرمی واضح ہے۔ حیرت وصد افسوس تو عالم اسلام پر ہے وہ ان حقائق کو جاننے کے باوجود بے حس ہے۔ وہ بھی شاید اندھے بہرے ہوچکے یا کر دیئے گئے ہیں۔ روحانی وسائل کا فقدان تو تھا ہی، مادی وسائل رکھنے کے باوجود ان کا استعمال ان کے بس کی بات نہیں۔ امریکہ اور برطانیہ جس کو کچلنے کے لیے ٹوٹ پڑے عالم اسلام کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر دیتا ہے اور یہی صلیبی قوتیں رائے عامہ کو ہموار کرنے کے لیے یہ راگ الاپنا شروع کر دیتی ہے کہ یہ انٹرنیشنل کمیونٹی کا فیصلہ ہے۔ امریکی صدر اور برطانوی وزیر اعظم ہر انٹرویو میں یہ کہتے نہیں تھکتے کہ یہ انٹرنیشنل کمیونٹی کا فیصلہ ہے حالانکہ یہ فیصلہ صرف صلیبی قوتوں کا ہوتا ہے۔ اور عالم اسلام کو اس کی مخالفت تو درکنار یہ کہنے کی بھی توفیق نہیں ہوتی کہ ہمارا اس بارے میں کیا موقف ہے؟

عراق کو انٹرنیشنل کمیونٹی کے نام پر کچلا جا رہا ہے لیبیا کے خلاف بھی یہی نعرہ لگایا گیا بوسنیا کے مسلمانوں کی فوجی حمایت نہ کرنے کی بھی یہی وجہ بتلائی جا رہی ہے۔ کیا عالم اسلام اس فیصلے پر راضی ہیں؟ اگر نہیں تو پھر اقوام عالم کو کیوں نہیں بتایا جاتا؟ کیوں اس فیصلے کے خلاف مشترکہ آواز نہیں اٹھتی؟ ہمارے نزدیک یہ امور انتہائی بے حسی اور بدترین غفلت پر دلالت کر رہے ہیں اگر ہم اب بھی خواب غفلت سے بیدار نہ ہوتے اور بے حسی کی یہ مہر نہ توڑی تو آج عراق اور بوسنیا کی باری ہے کل انہی ممالک کو ان حالات میں مبتلا کر دیا جائے گا پھر سوائے رسوائی و ذلت اور حسرت و یاس کے اور کچھ بھی ہاتھ نہ آسکے گا۔ تمہاری داستان تک نہ ہوگی داستانوں میں۔ وما علینا الا البلاغ

قارئینِ کرام سے گذارش ہے کہ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں اس سے آپ کو بھی سہولت ہوگی اور ادارہ کو سہولت رہے گی ------ (ادارہ)

قارئین بنام مدیر

افکار و تاثرات

مکتوب تاشقند

پندرہ یوم کا ٹورسٹ ویزا حاصل کر کے ازبکستان کے پہلے شہر تاشقند پہنچے، ٹورسٹ چونکہ ہوٹل میں ٹھہرتے ہیں مجبوراً ہمیں بھی ٹھہرنا پڑا، لیکن شام کو ہوٹل سے باہر جونہی گشت کے لیے نکلے تو تھوڑے فاصلہ پر چالیس سالہ پرانی مسجد و مدرسہ نظر آیا جو ایک سال سے کھلا ہے۔ جونہی نمازیوں نے ہمیں دیکھا استقبال کیا، فارسی میں میں نے تھوڑی سی گفتگو کی۔ ستّر سال بعد جونہی مدرسہ کھلا تو ایک ہزار بچیوں نے دینی تعلیم کے لیے داخلہ لیا، پانچسو لڑکے پڑھتے ہیں، الحمد للہ سارے علماء کرام اس کام کے موافق ہیں اور پُر زور تائید کرتے ہیں۔ سب سے بڑے مفتی جن کی بات ساری ریاستوں میں چلتی ہے اپنی اہلیہ کے ساتھ چار ماہ کے لیے پاکستان آنے کیلئے تیار ہیں۔ ابوظہبی کی جماعت نے بھی مختلف شہروں میں تین ماہ کام کیا، الحمد للہ ۱۲۰ افراد چلّہ کے لیے ان کے ساتھ نکلے، پانچ ساتھی ہماری جماعت کے ساتھ نقد تیار ہوئے اور چل رہے ہیں، دو ساتھی چار ماہ کے لیے پاکستان جانے کے لیے تیار ہیں، سو فیصد مجمع بیان میں بیٹھتا ہے اور رات گئے تک بیان کے بعد بیٹھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمیں دین سکھاؤ اور اس کام کی باتیں بتاؤ جس کی وجہ سے رات کو دو یا ڈھائی گھنٹے ہمیں آرام کرنے کو ملتے ہیں۔ بڑی صفات والے لوگ ہیں، سلام کرنے کا بہت رواج ہے حتیٰ کہ چار سال کا بچہ بھی پہلے سلام کرتا ہے، اذان سے پہلے مسجدوں میں آتے ہیں باقی پورا دن پھیکی چائے اور روٹی پہ گذارہ کر سکتے ہیں۔ دو دن میں چھ نمبر سیکھ کر اوروں کو دعوت دیتے ہیں۔ ہماری جماعت کا شکر دور دور سے لوگ نصرت کے لیے آئے۔ الحمد للہ نئی مسجدیں بن رہی ہیں، تبلیغی مرکز بھی بن رہا ہے، اتوار کی شب شب جمعہ ہوتی ہے، رات قیام کرتے ہیں اور صبح جماعتیں اللہ کے راستے میں روانہ ہوتی ہیں۔ یہاں کے امیر نے صرف چلّہ لگایا ہے لیکن ایسی فکر دی ہے جو بیان سے باہر ہے۔ ہم سے ہاتھ ملا کر برکت کے لیے اپنے سینے پر ملتے ہیں، عورتیں بھی پہلے سلام کرتی ہیں، سردی اور بارشوں کے باوجود ہر وقت گشت کے لیے تیار رہتے ہیں اور رے جانے کے لیے تیار

ہوتے ہیں۔ جب ہم دوپہر کو تھوڑا سا آرام کرتے ہیں تو یہ انتظار میں رہتے ہیں، قرآن کریم کی سورتیں سیکھتے ہیں اور انتظار کرتے ہیں کہ کس وقت ہم اٹھتے ہیں اور ان کو دیکھ کر ہمارا ایمان تازہ ہو جاتا ہے کہ کتنی سختیوں کے باوجود انہوں نے اپنے دین کی حفاظت کی۔ کسی کو قرآن شریف ہدیہ میں دینا ایسا ہے کہ جیسے اس کو ہزاروں روپے مل گئے ہوں۔ الحمدللہ ہماری جماعت اُن کا کھانے پر اکرام کرتی ہے۔ ہندوستان اور بنگلہ دیش کی جماعتیں بھی آئی ہوتی ہیں اور دوسرے رُخ پر کام کر رہی ہیں۔ تھوڑا عرصہ پہلے فرانس، ترکی، سعودی عرب اور برطانیہ کی جماعتیں بھی کام کر کے گئی ہیں۔ چار روز قبل امام شاشی (جو فقہ کے مشہور امام ہیں جن کی کتب مدارس عربیہ میں پڑھائی جاتی ہیں) کی قبر کی بھی زیارت کی ہے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے شہید ہوئے وہ بھی تاشقند میں رکھا ہے، خون کے نشان اس قرآن پر ہیں، الحمدللہ اس قرآن پاک کی بھی زیارت کی، ہرن کی جلد کا قرآن ہے۔ یہاں پر ہمیں معلوم ہوا کہ ایک ہزار کلومیٹر کے رقبہ پر دو ہزار پانچسو بلوچوں کے گھر ہیں جو ابھی تک بلوچی بولتے ہیں، علاقے کا نام بہرام خان ہے، انشاء اللہ وہاں جانے کا بھی پروگرام ہے۔ تاشقند میں چار سو کے قریب مساجد ہیں، نمازیوں کی تعداد الحمدللہ بڑھ رہی ہے۔ دین کا ان کو بڑا شوق ہے اور سیکھنے کی بھی بڑی طلب ہے۔ لیکن ۸۰ فیصد لوگوں کو صحیح کلمہ اور نماز تک نہیں آتی جو بڑے افسوس کی بات ہے حالانکہ ہم سے بڑی عمر کے لوگ ہیں۔ ان کی نظریں جماعتوں پر ہیں، صرف تاشقند میں اس وقت پچاس جماعتوں کی ضرورت ہے جبکہ اس وقت تین جماعتیں کام کر رہی ہیں حالانکہ صرف ازبکستان میں سمرقند، بخارا سمیت کئی بڑے شہر اور ہزاروں دیہات ہیں۔ ایک طرف تو ان کو دین کی طلب و تڑپ ہے اور آج ہم مرنے سے پہلے کی زندگی کے بنانے پر اپنی جان و مال خرچ کر رہے ہیں، ہمیں چاہیئے کہ ہم لوگوں کو آمادہ کریں کہ وہ اپنا مقصد بدلیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم والے کام کو اپنا مقصد اور فکر بنائیں، خدا کی قسم دونوں جہانوں میں عزت ملے گی تاکہ موت کے وقت لوگ نہ پچھتائیں کہ ہمارا وقت اور صلاحیت اور فکر غلط جگہ پر لگ رہی ہے، اسی کام کیلئے تبلیغ میں وقت مانگا جاتا ہے، صرف اپنے نفس کو آمادہ کرنا پڑتا ہے پھر سارے وہ مسئلے جو آج ہمارے لیے رکاوٹ ہیں آسان ہو جائیں گے، اس کیلئے راتوں کو اٹھ کر اور ہر نماز کے بعد اللہ تعالیٰ سے مانگیں، روزانہ اپنی مسجد میں وقت دیں، اور ساری دنیا کا کیا حال ہے اس کو سوچیں اور کام کا آغاز اپنے محلے سے کریں، نیت اپنے بننے کی ہو اور اللہ کی رضا کے لیے ہو، جن کے کوائف پورے ہیں وہ دوسرے ملکوں کے لیے ارادہ کریں، بالکل دیر نہ کریں کیونکہ اُمت بغیر کلمہ کے مر رہی ہے، ہمارے لیے بھی دُعا کریں۔ الحمدللہ اکثر ہماری ترجمانی عربی و فارسی زبانوں سے علماء اور طلباء ازبکی ترکی زبان میں کرتے ہیں۔

(ڈاکٹر عبدالرشید تاشقند)

کستان میں تبلیغِ دین کے لیے صدیقی ٹرسٹ کی پیش کش

الحمد للہ وسطی ایشیا کی نوآزاد مسلم ریاستوں کے لیے حسب ذیل قرآن شریف اور تبلیغی یچر بفضلہ تعالیٰ کثیر تعداد میں روانہ کیا جا چکا ہے، انشاء اللہ حسب ضرورت ان کی اشاعت و تقسیم کا بندوبست شقند اور ماسکو میں کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ جرمنی، پولش، فرانسیسی، سواحلی، ہستھالی، برمی، بنگالی، جاپانی بانوں میں بھی رسائل تیار ہوئے ہیں —— مزید تفصیلات کے لیے ہماری خدمات حاضر ہیں۔ والسلام

(۱) قرآن مجید	عربی متن ازبک ترجمہ	(۶) ایبجی معلم	ازبک
(۲) ریاض الصالحین	عربی متن ازبک ترجمہ	(۷) HAMAZ3	روسی میں نماز کی کتاب
(۳) تعلیم الاسلام حصہ اوّل	ازبک ترجمہ	(۸) سورۃ یٰسین ہوشملک	روسی ترجمہ کے ساتھ
(۴) جواہر الایمان	فارسی ترجمہ	(۹) سورۃ یٰسین شریف	صرف عربی متن
(۵) ادیب اوّل	ازبک	(۱۰) کلمہ، نماز، درود شریف کے جیبی سائز کے کارڈ	

(صدیقی ٹرسٹ، نسیم پلازا، لسبیلہ چوک، نشتر روڈ کراچی)

اہنامہ الحق کا ممتاز مقام اور مسئلہ کفو کی توضیح

ملک میں ماہانہ جرائد کی بہتات ہے جیسا کہ صحافی حضرات اور لیڈر حضرات کا شمار ہی مشکل ہے، مگر ان جرائد میں جن رسائل کو ستناد کا درجہ حاصل ہے اُن میں الحق بھی ایک ممتاز مقام رکھتا ہے اس لیے جیسا کہ پہلے عرض کر چکا ہوں کہ اس میں شائع ہونے والے مضامین کا جائزہ لے لیا جائے تو بہتر ہے۔ الحق کے تازہ شمارہ میں مسئلہ کفو پر ایک مضمون شائع ہوا جس کا خلاصہ میں تو یہی سمجھا ہوں کہ کفو کا اعتبار زیادہ ضروری نہیں، حالانکہ قرآن عزیز میں بطور اشارۃ النص کے اور کتب احادیث میں بطور نص کے باب الکفو والاولیاء مذکور ہے۔ خود سیدِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی اذا وجدت لہا کفوًا اس کی ضرورت پر قوی دلیل ہے۔ جہاں تک اس گنہگار کا خیال ہے فقہاء کرام کے غیر کفو میں نکاح کے بارہ میں تین اقوال ہیں:۔

(۱) نکاح ہو جاتا ہے اولیاء کو فسخ کا اختیار ہے (۲) جب تک اولاد پیدا نہ ہو اختیار رہے اولاد پیدا ہونے پر وہ بھی باقی نہیں رہتا (۳) غیر کفو میں نکاح ہوتا ہی نہیں۔

مولانا عبدالحیٔ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "النکاح فی غیر الکفو غیر جائز و علیہ فتویٰ قاضیخان وھذا اصح واحوط"

اور قاضی خانؒ کو علامہ شامیؒ نے من اھل التصحیح الترجیح فرمایا ہے۔ آجکل کے حالات کے پیشِ نظر کفو کا مشروط ہونا ضروری ہے، کئی شرفاء کے خاندان شرافت سے خالی ہو چکے ہیں۔ نسب اگرچہ

والد کی طرف سے ہے مگر والدہ کو بھی اہمیت حاصل ہے ۔

غیر کفو میں نکاح کے بارہ میں محدود معلومات کی بناء پر کچھ عرض کر چکا ہوں۔ آجکل شرفاء کے خاندانوں کی وجاہت اور شرافت و نجابت ختم ہو رہی ہے کہ مقصود مال ہے، دولت ہے، مصنوعی اور عارضی عزو جاہ ہے ورنہ کفو کا اعتبار ضروری ہے۔ مزید دو حوالے عرض ہیں:۔

(۱) مفتیٰ بہ قول یہ ہے کہ غیر کفو میں نکاح جائز نہیں: "وروی عدم جوازہ رواہ الحسن عن ابی حنیفۃؒ وبہ یفتی لفساد الزمان۔" (کتاب درر الحکام از مُلّا خسرو حنفی ص ۳۳۵)

(۲) اس کی تشریح مندرجہ ذیل ہے: "وروی الحسن عن ابی حنیفۃؒ انہٗ لا یجوز النکاح والمختار فی زماننا للفتوٰی روایۃ الحسن وھو اقرب الی الاحتیاط اذ لیس کل ولی یحسن المرافعۃ الی القاضی ولا کل قاضی یعدل فکان الاحوط سد ھٰذا الباب۔" (فتاوٰی خزانۃ المفتیین مرتبہ محمد بن الحسین الحنفی مؤلفہ ۷۴۰ھ مخطوطہ ۹۰۱ھ صفحہ ۱۰۳)

قضاۃ کا یہ حال آٹھ سو سال پہلے کا تھا جبکہ اسلامی حکومتیں قائم تھیں اور اب نہ تو اسلامی حکومت ہے نہ اسلامی قانون کی فرمانروائی ہے بلکہ یہاں تو فیملی لاء نافذ ہے، اس لیے مفتی حضرات کو احتیاط کرنی ضروری ہے۔

(حضرت مولانا) قاضی محمد زاہد الحسینی (مدظلہ) دار الارشاد، اٹک شہر

الہامی باتیں آج سے ۴۵ سال قبل دہلی کے ایک اجلاس جس میں حضرت مدنیؒ کی صدارت تھی اور یہ نظم پڑھی جا رہی تھی تو حضرت مدنیؒ نے جب سنی تو ارشاد فرمایا: "یہ الہامی باتیں ہیں۔" انور صابری کی اس نظم کے چند اشعار یاد رہ گئے ہیں جو کہ ارسالِ خدمت ہیں:۔

پاکستان میں کیا کیا ہو گا؟

چاروں طرف مے خانے ہوں گے — ہاتھوں میں پیمانے ہوں گے
رندوں کی شمشیر کے نیچے — مذہب کے دیوانے ہوں گے
حاکم جور پہ مائل ہو گا — انسان انسان ہی کے رُوپ میں
انسانوں کا قاتل ہو گا — پاکستان میں کیا کیا ہو گا
زرداروں کی عزت ہو گی — ہر مُفلس کی دُرگت ہو گی
پیکرِ عصمت، زینتِ خانہ — بازاروں کی زینت ہو گی
سرتاپا دھوکا ہی ہو گا — پاکستان میں کیا کیا ہو گا

اِسلام کے نام پہ عیاشی ہو گی اسلام کے نام پر بدمعاشی ہوگی
اسلام ہی یہاں رُسوا ہو گا
پاکستان میں کیا کیا ہو گا

(حاجی برکت علی احرار ناظم جامعہ عثمانیہ رسول پارک لاہور)

مکتوب پیرس

مخدوم و محترم زاد مجدکم، سلام مسنون و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ
آج الحق ۱۰/۲۷ بابت محرم ۱۴۱۳ھ پہنچا، میرے دل میں اس رسالے کی بڑی عزت ہے۔ گستاخی معاف ہو، اس میں ایک غلطی نظر آئی، اطلاعاً عرض کرتا ہوں۔ ویسے آپ کو کامل آزادی ہے، مجھے ہمہ دانی ذرا بھی نہیں۔

اس میں صفحہ ۲۵ و مابعد پر ثمرقند و بخارا کا ایک تازہ سفرنامہ چھپا ہے۔ میں نے ثمرقند کبھی نہ پڑھا ہے اور نہ سُنا ہے۔ یہ سمرقند ہے۔ "سمر" ایک آدمی کا نام بتایا جاتا ہے اور "قند" کے معنی ہیں "شہر"۔ مضمون کے اندر بھی اس املا کو کئی بار دُہرایا گیا ہے، خود "نقش آغاز" میں بھی یوں ہی لکھا ہے۔ (صفحہ ۴ سطر ۴)

واللہ اعلم بالصواب ــــــ ناچیز: محمد حمید اللہ پیرس

کتابت کی تصحیح

ماہنامہ "الحق" کا تازہ ترین شمارہ نظر سے گذرا ہے جس کے صفحہ ۶۲ پر آیتِ قرآنی کی کتابت صحیح نہیں ہے۔ لیطفئوا کو لیطفئا لکھا گیا ہے۔ نوراللہ کو انوراللہ اور ولوکرہ الکافرون کو ولہ کرہ الکافرون لکھا گیا ہے۔

خط کشیدہ الفاظ کی کتابت قرآنی متن کے خلاف ہے، صحیح آیت یوں لکھی جانی چاہیئے تھی: یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ۝

صحتِ کتابت کے لیے پارہ ۲۸ میں سورۃ الصف کی آیت ۸ ملاحظہ کی جائے۔

(ملک محمد سعید جنرل منیجر نوشہرہ شیٹ گلاس انڈسٹریز آدم زئی ضلع نوشہرہ)

ضرورت اساتذہ برائے جیل خانہ جات

جمعیۃ تعلیم القرآن ٹرسٹ کو سنٹرل جیل پشاور، ڈسٹرکٹ جیل چترال اور بعض دوسرے جیل خانہ جات میں حفاظ، قاری، اساتذہ کی ضرورت ہے جو دینی تعلیم سے بھی بہرہ ور ہوں اور جیل کے اوقات کار میں قیدیوں کو تعلیم دے سکتے ہوں۔ مندرجہ ذیل پتہ پر اپنے پورے کوائف کے ساتھ درخواست روانہ کریں۔

نگران شعبہ جیل خانہ جات جمعیۃ تعلیم القرآن ٹرسٹ ریلوے بلڈنگ نمبر ۱، علامہ اقبال روڈ۔ لاہور
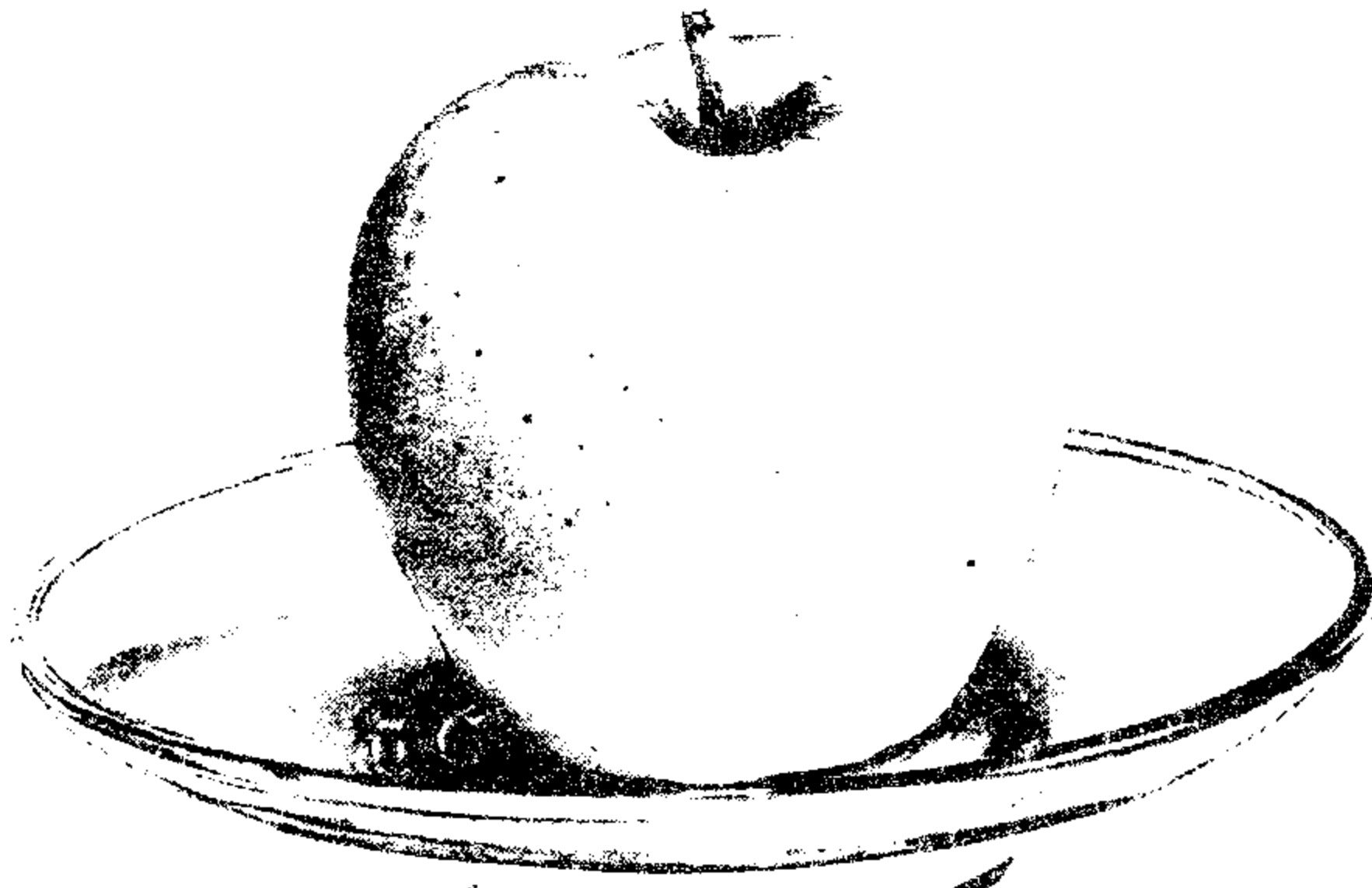
روزانہ ایک سیب کھائیے
کبھی معالج کے پاس نہ جائیے!

داناؤں کا یہ مشورہ درست، بشرطیکہ آپ کا معدہ بھی درست ہو اور سیب کو جزوِ بدن بنا سکے

ہاضمہ خراب ہو تو اچھی سے اچھی غذا بھی نظامِ ہضم پر بار بن جاتی ہے اور آپ قدرت کی عطا کردہ بہت سی نعمتوں سے صحیح طور پر لطف اندوز نہیں ہو سکتے۔

اپنی صحت اور تندرستی کی خاطر کھانے پینے میں احتیاط سے کام لیجیے۔ سادہ اور زود ہضم غذا کھائیے۔

پُرخوری سے بچیے۔ مرچ مسالے دار پکوانوں سے پرہیز کیجیے کیونکہ یہ معدے اور آنتوں کے افعال پر منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔

اگر کسی وقت کھانے پینے میں بے احتیاطی ہو جائے تو نظامِ ہضم کی شکایات مثلاً بدہضمی، قبض، گیس، سینے کی جلن، دردِ شکم اور کھانے سے بے رغبتی سے محفوظ رہنے کے لیے نئی کارمینا لیجیے۔ نئی کارمینا معدہ اور آنتوں کے افعال کو منظم و درست رکھتی ہے۔

نظامِ ہضم کی اصلاح کے لیے پُرتاثیر ہاضم ٹکیاں

خوش ذائقہ **نئی کارمینا** ہمیشہ گھر میں رکھیے

Adarts-CAR-1

(ادارہ)

وفیات

حضرت مولانا قاضی احسان الحق (راولپنڈی) اور جناب مناظر حسین نظر ایڈیٹر "خدام الدین" کا سانحہ ارتحال

○ دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی کے مہتمم اور شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ کے جانشین حضرت مولانا قاضی احسان الحقؒ بھی طویل علالت کے بعد ستمبر کے درمیانی عشرے میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے، فَاِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن مرحوم کے سانحہ ارتحال کی خبر دارالعلوم حقانیہ میں بڑے رنج و اندوہ سے سنی گئی، ایصالِ ثواب اور دعائے مغفرت کا اہتمام کیا گیا۔ دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کو دورانِ سفر اچانک انکی رحلت کی اطلاع ملی تو وہیں سے مرحوم کے آبائی گاؤں دریا شریف تشریف لیگئے اور نماز جنازہ میں شرکت کی ۔

مولانا قاضی احسان الحقؒ نوجوان عالم دین، جری راہنما، بیباک خطیب اور شرک و بدعت کیخلاف ننگی تلوار تھے، انہوں نے رسم و رواج حکومتی غلط پالیسیوں اور سیاسی کج رویوں کا کھل کر مقابلہ کیا، تحریک نفاذِ شریعت کی تمام اہم مہم میں وہ علماء حق کے ساتھ رہے، انہوں نے بھی اپنے عظیم والد کی طرح دارالعلوم حقانیہ سے گہرا تعلق اور قلبی ربط رکھا، وفات سے چند روز قبل دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم مولانا سمیع الحق سے فون پر رابطہ بھی رہا اور پھر بیماری کی حالت میں علماء کے ایک وفد کیساتھ دارالعلوم حقانیہ تشریف بھی لائے تھے ـــــ دارالعلوم تعلیم القرآن کے مہتمم کی حیثیت سے [illegible] کی تعمیر و ترقی اور تعلیمی معیار کی بلندی اُن کا ہدف رہا، خود بھی لائق مدرس تھے مرحوم اب نہیں رہے مگر ان کی دینی خدمات مختلف مدارس اور ان کے تلامذہ کا عظیم صدقہ جاریہ تاقیامت باقی رہے گا۔ ادارہ مرحوم کے لواحقین، پسماندگان دارالعلوم تعلیم القرآن کے اساتذہ اور منتظمین کے ساتھ غم میں برابر کا شریک ہے۔ باری تعالیٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور کروٹ کروٹ رحمتوں سے نوازے۔

ہفت روزہ خدام الدین کے مدیر شہیر جناب مناظر حسین نظر بھی ۱۴ جولائی کو اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ فَاِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن ـــ [illegible] التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ اور مولانا عبید اللہ انورؒ کے فیوض و برکات اور ان کے علوم و معارف کے ترجمان تھے، منکسر المزاجی اور ذکر و شغل ان کا امتیازی وصف تھا حضرت لاہوریؒ کے قرب و توجہ نے ان کو کندن بنا دیا تھا مرکزِ علم دارالعلوم حقانیہ اور اس کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ سے ان کو گہری عقیدت اور وارفتگی تھی۔ وفات سے قبل ان کی آرزو اور اصرار تھا کہ وہ اپنے دولت کدہ پر حضرت مہتمم مدظلہ کے لیے دعوت کا اہتمام کریں مگر قدرت نے اس آرزو کی تکمیل سے قبل ہی انہیں اپنے ہاں بلا لیا۔ خدام الدین میں آپ کے لکھے ہوئے ادارتی کالم معلومات آفرین، جاندار اور روزنی ہوا کرتے تھے ـــ مرحوم کا سانحہ ارتحال علمی و دینی بالخصوص مذہبی و صحافتی حلقوں کے لیے ایک عظیم سانحہ ہے۔ دارالعلوم میں مرحوم کیلئے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کا اہتمام کیا گیا۔ ادارہ الحق مرحوم کے لواحقین و پسماندگان اور معاصر عزیز خدام الدین کے ساتھ اس رنج و الم میں برابر کا شریک ہے۔ ★★
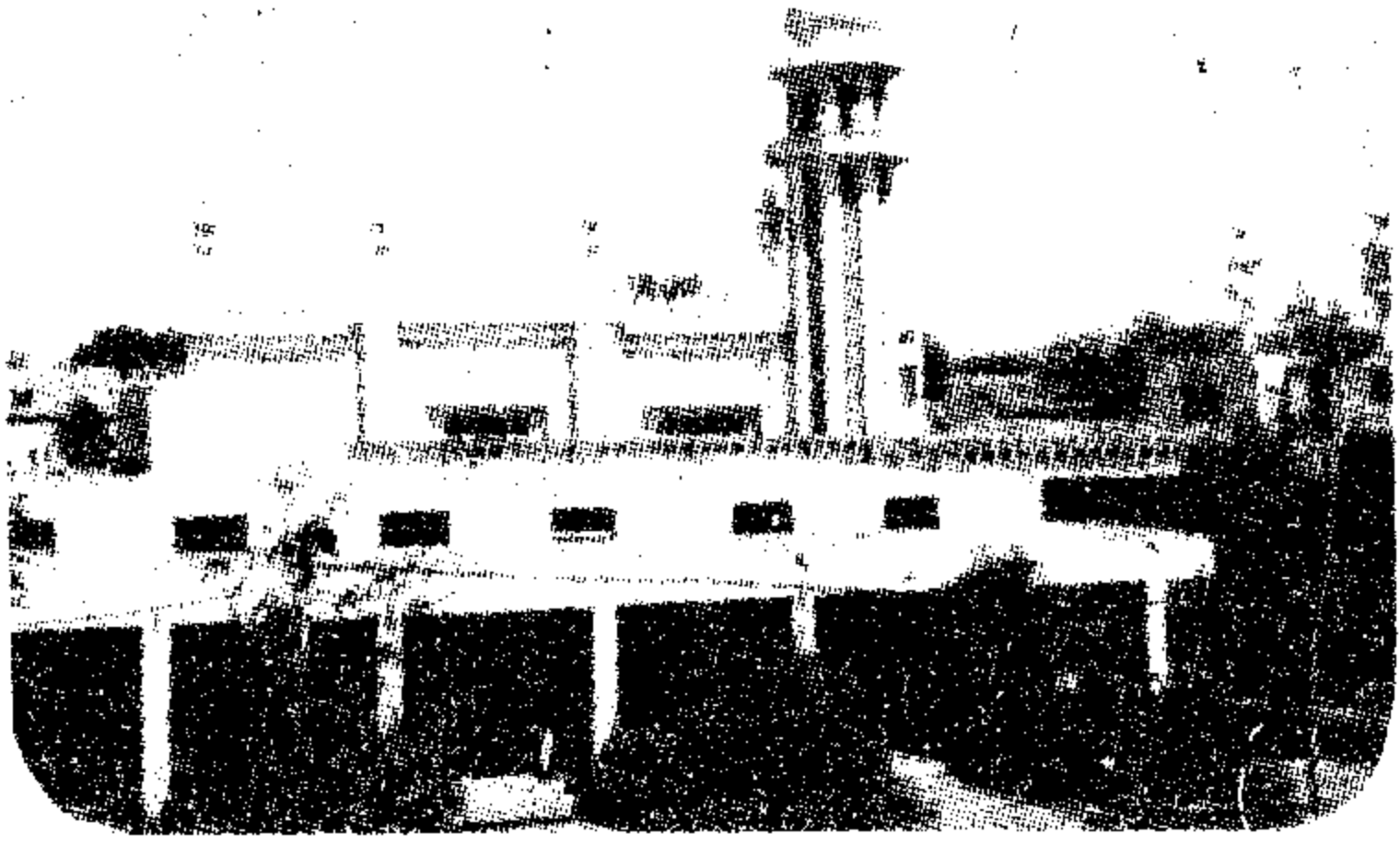
○ ستمبر کے دوسرے اور تیسرے عشرے میں جامعۃ الامام محمد بن سعود (ریاض یونیورسٹی) اور جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے باہمی علمی اور ثقافتی روابط کی پیشرفت کے سلسلہ میں ریاض یونیورسٹی کے مہمان پروفیسرز دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے اور یہاں کے اکابر علماء، اساتذہ کرام اور انتظامیہ سے تعلیمی امور سے متعلقہ مسائل پر تبادلۂ خیال کیا۔ مختلف علمی و تحقیقی اور جدید موضوعات پر مفصل مباحثے اور مناقشے ہوئے۔ ایک دوسرے کے خیالات، نقطہ نظر، طرزِ تحقیق و تدریس اور باہمی روابط میں مزید استحکام کے لائحہ عمل کو سمجھنے کی کوشش کی۔ دو ہفتوں پر مشتمل اس مفید پروگرام کی افتتاحی اور اختتامی تقریبات میں جامعہ حقانیہ کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ بھی شریک رہے۔ مولانا سمیع الحق نے اپنی افتتاحی تقریب میں مہمانوں کو خوش آمدید کہا اور اس سلسلہ بحث و تحقیق اور علمی مناقشوں کو دونوں جامعات کے اساتذہ کیلئے مفید اور خوش آئند قرار دیا۔ جامعۃ الامام کے اساتذہ نے کہا ہم یہاں دارالعلوم حقانیہ کے نظام و نصابِ تعلیم، طرزِ تدریس، اساتذہ اور شیوخ سے استفادہ کرینگے۔ اسی روز حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے اپنی قیام گاہ پر عرب مہمانوں کو ضیافت دی جس میں عرب مہمانوں کے علاوہ دارالعلوم کے اساتذہ اور تمام شعبہ جات کے کارکنوں نے شرکت کی۔ دوسرے روز سے باقاعدہ دارالعلوم کے مختلف ہالوں میں دونوں جامعات کے مختلف ماہرین کا آپس میں ایک دوسرے کے امور کو سمجھنے اور افادہ و استفادہ کا سلسلہ شروع ہوا جو دو ہفتے تک جاری رہا۔

○ ۲۴ ستمبر کو دارالعلوم کے کتب خانے میں اختتامی تقریب منعقد ہوئی تو عرب اساتذہ اور قائدِ وفد نے دارالعلوم کے نظام و نصابِ تعلیم، طریقہ تدریس، طلبہ کی سادگی، سنت کے اہتمام، دینی امور اور اخلاق میں اسلامی معیار اور اساتذہ کی شفقت و تعلیم و تربیت سے بیحد متاثر ہونے کا اظہار کیا اور کہا کہ ہم نے دارالعلوم میں اپنے مطالعاتی دورہ اور قیام کے دوران یہاں سے علمی و دینی طور پر حظِ وافر حاصل کیا جو زندگی کا عظیم سرمایہ ہے۔ ارکانِ وفد کے اسماء گرامی یہ ہیں :-

الدکتور الشیخ فالح بن محمد الصغیر، الدکتور صالح بن العساف، الدکتور عبد الله بن موسیٰ العمار، الدکتور صالح بن ابراهیم الصنیع، الشیخ عبد الرحمن بن زید الزنیدی، الشیخ یحییٰ بن محمد۔

○ یکم اکتوبر۔ معروف افغان کمانڈر اور فاتح خوست مولانا جلال الدین حقانی دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے، دارالعلوم کے مہتمم مولانا سمیع الحق مدظلہ کیساتھ انکی قیامگاہ پر ملاقات کی اور افغانستان کی تازہ ترین صورتحال پر تبادلۂ خیال کیا ـــــــ ۲ اکتوبر کو مولانا سمیع الحق نے افغان قائدین جناب عبدالرب رسول سیاف صدر اتحادِ اسلامی، مولانا یونس خالص امیر حزبِ اسلامی اور جمعیۃ اسلامی کے رہنما مولانا نور اللہ (جو افغان صدر کے نائب ہیں) کے ساتھ پشاور میں ایک مشاورتی اجلاس میں شرکت کی اور افغانستان میں قیامِ امن اور اسکے استحکام کی پیشرفت کے امور اور اس سلسلہ کے عملی اقدامات پر تبادلۂ خیال کیا۔

○ ۳ اکتوبر۔ دارالعلوم حقانیہ کے شعبہ تعلیم البنات کیلئے باقاعدہ طور پر ایک مستقل عمارت کا سنگ بنیاد رکھنے کی تقریب منعقد ہوئی۔ اکابر اساتذہ و مشائخ اور حضرت مہتمم صاحب مدظلہ نے اپنے ہاتھوں سے کھدائی کر کے کام کا آغاز کیا۔ مدرسہ تعلیم البنات کی یہ سہ منزلہ عمارت دارالحفظ اور حقانی قبرستان کے مغربی جانب کے احاطہ میں بنائی جا رہی ہے جس میں بچیوں کے حفظ و ناظرہ، ابتدائی تعلیم کے ساتھ ساتھ درس نظامی کے تمام نصابِ تعلیم کی تدریس کا اہتمام کیا جائے گا۔ قارئین سے خصوصیت کے ساتھ اس عمارت کی تکمیل اور تعلیم کے اجراء اور عند اللہ قبولیت کے لیے خصوصیت سے دعاؤں کی درخواست ہے۔ ❋

حافظ محمد ابراہیم فانی استاذ دارالعلوم حقانیہ

فاروقِ اعظمؓ مرحبا

اے رفیقِ مجتبیٰؐ فاروقِ اعظمؓ مرحبا
صاحبِ خیرالوریٰ فاروقِ اعظمؓ مرحبا

تیری دامادی میں آئے آفریں صد آفریں
تاجدارِ انبیاءؐ فاروقِ اعظمؓ مرحبا

بوبکرؓ، عثمانؓ و حیدرؓ ہیں مریدانِ رسولؐ
تو مرادِ مصطفیٰؐ فاروقِ اعظمؓ مرحبا

ہے اَشِدَّاءُ عَلَی الْکُفَّارِ یہ تیرا مقام
ہے یہ فرمانِ خدا فاروقِ اعظمؓ مرحبا

آپ کی غیرت پہ نازاں شانِ ختم المرسلیںؐ
مرحبا یا مرحبا فاروقِ اعظمؓ مرحبا

تیری رائے کے مطابق آیتیں نازل ہوئیں
یہ تجھے رتبہ ملا فاروقِ اعظمؓ مرحبا

گلشنِ اسلام رنگین تیری آمد سے ہوا
پیکرِ صدق و صفا فاروقِ اعظمؓ مرحبا

چار سو اسلام کا چرچا امیر المؤمنین
عہد میں تیرے ہوا فاروقِ اعظمؓ مرحبا

بعد میرے گر نبی ہوتا تو ہوتا یہ عمرؓ
ہے حدیثِ دلربا فاروقِ اعظمؓ مرحبا

تیری ہیبت سے جہانِ شرک پر لرزہ رہا
آفریں یہ دبدبہ فاروقِ اعظمؓ مرحبا

ہدیۂ ترحیبِ فانی تحفۂ عشق و خلوص
توشۂ عقبیٰ مرا فاروقِ اعظمؓ مرحبا

محکمہ مواصلات وتعمیرات صوبہ سرحد

ٹینڈر نوٹس

زیر دستخطی کو درج ذیل کاموں کے لیے محکمہ مواصلات وتعمیرات کے منظور شدہ ٹھیکیداروں سے جنہوں نے سال رواں ۱۹۹۲/۹۳ کے لیے تجدید لائسنس کی ہوئے سر بمہر ٹینڈر ہیں۔

نمبر شمار	کام کی تفصیل	تخمینہ لاگت	زرضمانت	ٹینڈر کھولنے کی تاریخ	تکمیل میعاد
۱	پرائمری سکول کا مڈل تک درجہ بڑھانا ۳ برائے طالبات سب ہیڈ: گورنمنٹ پرائمری سکول بانڈہ بنی (RISK COST)	۷۹۳۰۰/۰	۱۴۷۸۰/-	۲۱/۱۰/۹۲	جون ۱۹۹۳ء
۲	ضلع پشاور میں مختلف یونین کونسلوں میں ۲ بنیادی مراکز صحت کی تعمیر سب ہیڈ: تعمیر مین بلڈنگ، چار دیواری، بیرونی واٹر سپلائی، ایپروچ روڈ و بھرائی اور اندرونی نالی بی، ایچ، یو محب بانڈہ (نوشہرہ) (RISK COST)	۵۱۴۰۰۷/-	۱۰۲۸۰/-	۲۱/۱۰/۹۲	جون ۱۹۹۳ء
۳	ضلع پشاور میں مختلف یونین کونسلوں میں ۱۲ بنیادی مراکز صحت کی تعمیر سب ہیڈ: تعمیر کیٹگری III رہائش ٹائپ V کوارٹر ۲ عدد ٹائپ VI کوارٹر ۱ عدد بی، ایچ، یو محب بانڈہ (نوشہرہ) (RISK COST)	۳۴۴۲۰۷/-	۶۸۸۴/-	۲۱/۱۰/۹۲	جون ۱۹۹۳ء

شرائط (۱) درخواستیں برائے حصول ٹینڈر فارم بمعہ کال ڈیپازٹ کسی بھی شیڈول بینک سے زیر دستخطی کے نام پر ٹینڈر کھولنے سے ایک دن پہلے پہنچ جانی چاہیئے۔ (۲) بی، او، کیو تمام ٹھیکیداروں کو ٹینڈر کھولنے سے ایک دن پہلے جاری کیے جائیں گے۔ (۳) ٹینڈر فارم مقررہ تاریخ پر ۸ بجے سے ۱۲ بجے تک جاری کیے جائیں گے اور ۱۲ بجکر ۳۰ منٹ پر دوپہر تک وصول کیے جائینگے اور اسی دن ترسیل کنندگان یا انکے مختیار کاروں کے سامنے کھولے جائینگے (۴) درخواست کے ساتھ تجدید لائسنس اور لائسنس کی فوٹو کاپی ضرور منسلک ہو (۵) نامکمل، مشروط یا بذریعہ تار ٹینڈر قابل قبول نہ ہونگے (۶) آفیسر مجاز کسی ایک یا تمام ٹینڈروں کو بغیر وجہ بتلائے مسترد یا منسوخ کرنے کا حق محفوظ رکھتا ہے (۷) مزید تفصیلات دفتری اوقات کار میں دفتر ھذا سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔

گل محمد خان

ایگزیکٹو انجنیئر بلڈنگ ڈویژن نوشہرہ
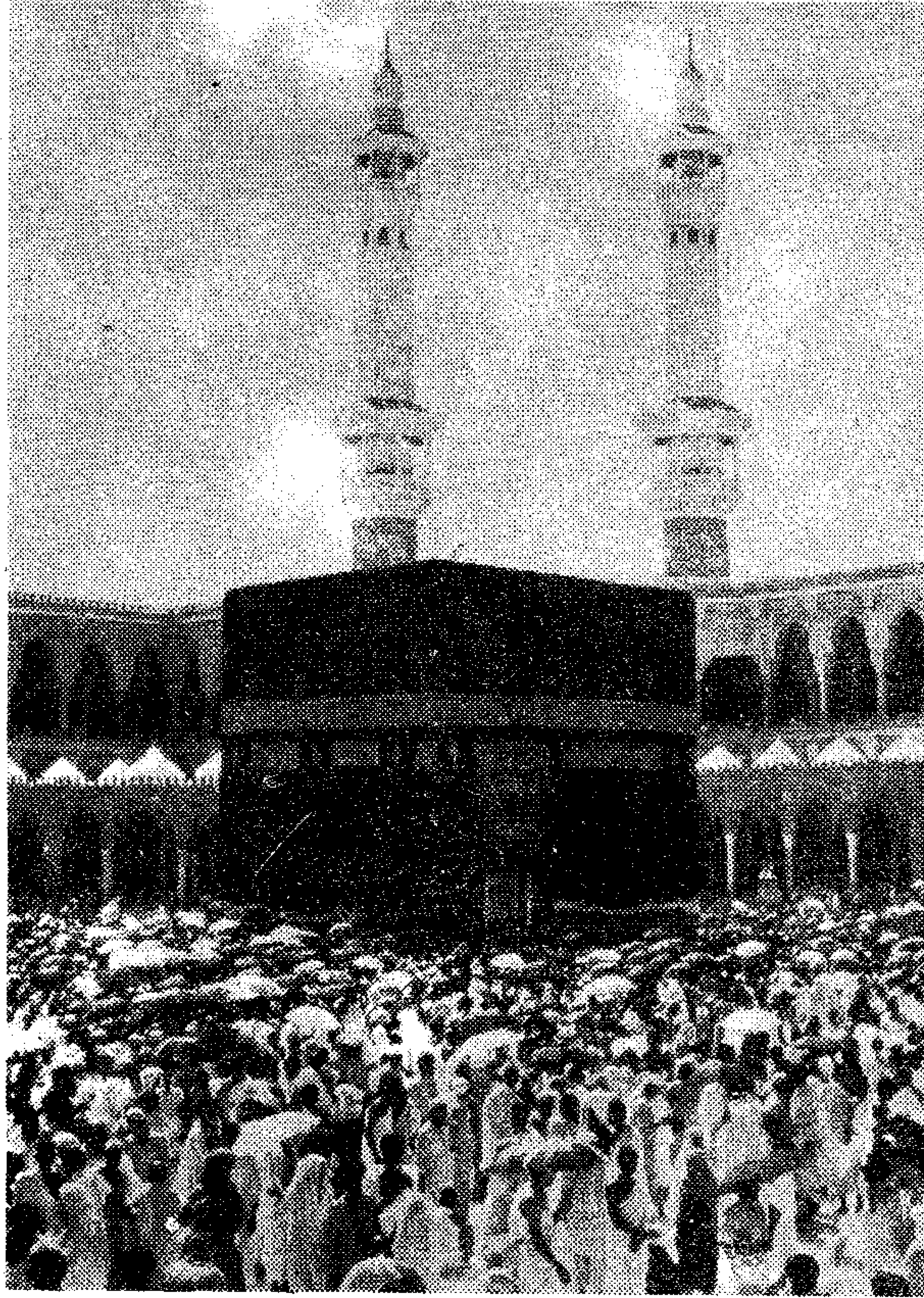
INF(P)2169

SV.2.92

ORIENT

معیار کی بلند ترین پرواز
ایم ایف ٹی ایم
کے
فیشن فیبرکس
صبا
شرٹنگ
نایاب
بوسکی
ممتاز
پاپلین
بے مثال
لین
سوغات
شرٹنگ
شاہکار
لان
محمد فاروق ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ
MFTM 480

یقیناً اللہ نہیں بدلتا کسی قوم کے حالات کو جبتک
وہ قوم خود اپنے حالات کو تبدیل نہ کرے
(سورۂ رعد پارہ ۱۳)

Verily Never Will Allah Change the Condition of a people:
until they Change it themselves

(Surah XIII Ar-Ra'd)

Muslim
Commercial
Bank Ltd

EXCELS IN SERVICE

Muslim Commercial Bank Ltd.

کیا یہ سچ ہے کہ کچھ

این آئی ٹی یونٹ

خریدار دوسروں سے زیادہ
فائدے میں رہتے ہیں؟

جی ہاں کیونکہ وہ

مجموعی سرمایہ کاری اسکیم (CIP)

میں شامل ہو کر دوہرا فائدہ اُٹھاتے ہیں۔

- انہیں منافع کے بدلے اضافی یونٹ، رعایتی قیمت (۱۰ پیسے فی یونٹ کم) پر مل جاتے ہیں۔
- اس اسکیم کے تحت حاصل کردہ یونٹوں پر بھی آئندہ مالی سال میں انکم ٹیکس میں رعایت ملتی ہے۔ اس

طرح بغیر کسی اضافی سرمایہ کاری کے اِنکم ٹیکس میں قوائد کے تحت چھوٹ حاصل کی جا سکتی ہے۔
جو یونٹ خریدار مجموعی سرمایہ کاری اسکیم سے فائدہ اُٹھانا چاہیں وہ اپنے رجسٹریشن نمبر کے ساتھ ہمیں مالی
سال کے اختتام یعنی ۳۰ جون سے پہلے مطلع کر دیں۔

مزید معلومات کے لئے رابطہ قائم کیجیے:۔

این آئی ٹی سرمایہ کاری کا قابلِ اعتماد ادارہ
نیشنل انوسٹمنٹ ٹرسٹ لمیٹڈ

صدر دفتر: نیشنل بینک آف پاکستان بلڈنگ (چھٹی منزل)، پوسٹ بکس ۵۶۷۱، کراچی، فون ۵۹۔۵۶۔۲۴۱۲
شاخیں: کراچی (آئی آئی چندریگر روڈ ۵۹۔۵۶۔۲۴۱۲۰، طارق روڈ ۴۳۷۴۱۸، سوک سینٹر ۲۳۶۲۳۹)، حیدرآباد ۳۱۶۹۴، سکھر ۸۳۳۷۹، لاہور (الفلاح ۳۰۱۸۱۰، گلبرگ ۸۷۵۳۷۹)، راولپنڈی ۹۶۲۱۶، اسلام آباد ۸۲۸۷۱، ملتان ۷۴۲۱۵، فیصل آباد ۲۷۸۵۹، کوئٹہ ۷۷۴۹۰، میرپور (آزاد کشمیر) ۲۲۳۷، پشاور

PID-1-19-8/90

بے شک آنے والا وقت تمہارے لئے بہتر ہے اس وقت سے جو گزر چکا
اور بے شک تمہارا رب ایسی نعمتوں سے تم کو نوازے گا جو تم کو خوش کر دینگی۔
یہ الفاظ مبارکہ جو اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرمائے، تمام سچے مسلمانوں کیلئے طمانیت کا پہلو رکھتے ہیں۔
آیئے ہم اللہ تعالیٰ کے حضور میں سر جھکا کر ان رحمتوں کا شکر بجالائیں جو امتِ مسلمہ پر اب سے پہلے ہوتی رہیں اور عہد کریں کہ آئندہ اور زیادہ عنایات کا مستحق بننے کی کوشش کرینگے۔
ایک فریضہ جو ہم پر عائد ہوتا ہے، نظام اسلام کی تعمیر ہے۔
جو بفضلہٖ تعالیٰ پاکستان میں شکل پذیر ہو رہا ہے۔
نیشنل بینک اس مبارک مہم میں حسبِ توفیق شریک رہے گا۔
نیشنل بینک آف پاکستان
آپ کی خدمت
ھمارا افتخار
UNITED
PIQ-I-30/89

ہم آپ ہی کی بہتر خدمت کے لئے آپکا تعاون چاہتے ہیں۔

نامزدگی

کیا آپ نے اپنی پالیسی میں نامزدگی کا اندراج کرادیا ہے ؟ اگر نہیں تو مہربانی کر کے اب جلد کروادیں۔

پالیسی کی تفویض

جب پالیسی کسی کے نام تفویض کی جاتی ہے تو سابقہ ورثار کی نامزدگی منسوخ ہو جاتی ہے۔ اگر پالیسی دوبارہ آپکے حق میں منتقل ہو تو ورثار کی نامزدگی از سر نو کرانا نہ بھولئے۔

مُقررہ مدّت میں واجب الادا پریمیم کی ادائیگی

اسٹیٹ لائف کی طرف سے ادائیگی کی یاددہانی باقاعدہ طور پر کرائی جاتی ہے۔ لیکن ہوسکتا ہے کہ کبھی کسی وجہ سے آپ تک نہ پہنچ سکے۔ اس لئے ادائیگی کی مقررہ تاریخ یاد رکھئے اور اپنا پریمیم ہمیشہ وقت پر، اور بہرصورت رعایتی مُدّت کے اندر ادا کر دیجئے۔

پریمیم کی ادائیگی کا طریقہ

رسید بلاتاخیر حاصل کرنے کیلئے اپنا پریمیم اپنے علاقائی دفتر کو بذریعہ رجسٹری ڈاک، چیک کی صورت میں بھیجئے۔ چیک اسٹیٹ لائف انشورنس کارپوریشن آف پاکستان ہی کو قابلِ ادائیگی ہونا چاہیئے۔

پتہ کی تبدیلی

پتہ تبدیل ہونے کی صورت میں اپنے علاقائی دفتر کو مطلع کرنا نہ بھولئے اور تمام مراسلات میں اپنا پالیسی نمبر ضرور لکھئے۔

عُمر کا اندراج

کیا آپ نے اپنی پالیسی میں عُمر کا اندراج کرالیا ہے ؟ اگر نہیں تو براہِ مہربانی فوری اندراج کرالیجئے۔

اگر آپ کو ۱۵ دن کے اندر مراسلے کا جواب نہ ملے تو حسب ذیل پتے پر مطلع کریں۔

پرنسپل آفس، پی۔ او۔ بکس نمبر ۵۷۲۵، کراچی